

پہلوں میں مسکرائے

ریحانہ تبسم فاضلی

4584

ذخیرہ صاحبزادہ میاں محمد اسماعیل شہر قنوجی، نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

سہ ماہ

ہوتی ہیں کہ

اصلاحی جذبہ

کی ترقی کے

کردار سازی

یہی بچے مستحق

یوں تو ہر دور

ادب

ہوا

اور

ہمیں

وقف

لکھا

بات

جاری

ر

کے جو

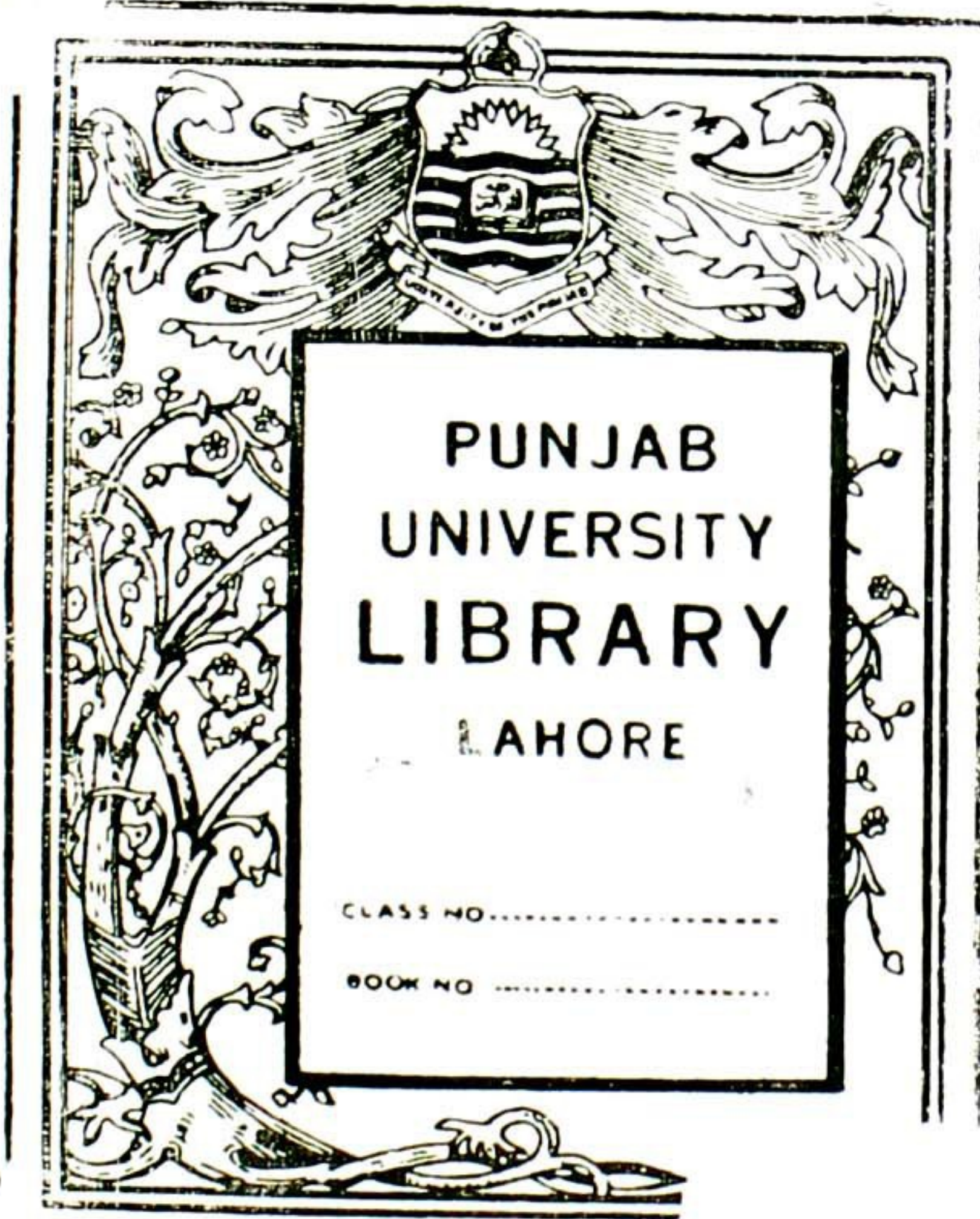
انداز

چاہئے

مذہب

ر

و معنوں



S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

اردو ادب



4584



پہلوں سے مسکرتے

ریحانہ تبسم فاضلی

جملہ حقوق

احمد نعمان فاضلی، رافع مجاہد فاضلی
محمد طلحہ فاضلی اور معاویہ صلاح الدین فاضلی
کے نام محفوظ ہیں

87949

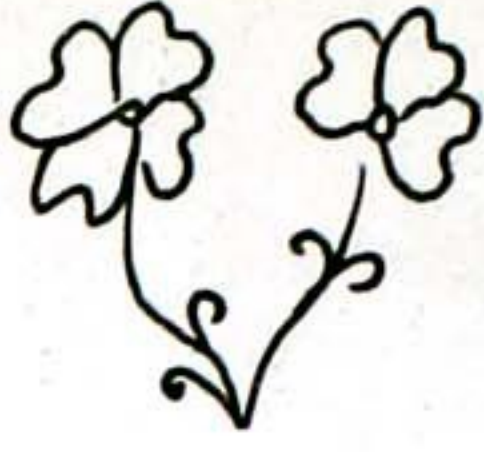
~~87949~~

نام کتاب:	"پھول مسکرائے"
شاعرہ:	سحانہ تبسم فاضلی
سرورق:	فرحت جمیل
ترتیب:	فرح اصغر، شکیہ افضل، فرحت کلیم
تاریخ اشاعت:	جنوری ۱۹۹۷ء
طبع اول:	ایک ہزار
کپوزنگ:	ندیم کپوزر ناظم آباد نمبر ۲ کراچی
طابع:	قریشی آرٹ پریس
ناشر:	فاضلی پبلیکیشنز

..... ملنے کا پتہ

تھرڈ ای / ۳۔ بی ۱۸۔ جیب اسکوائر

ناظم آباد، کراچی ۱۸



4584

روشن ہو اسویرا اور پھول مسکرائے
یہ مقام زندگی کا سب کے لئے وہ لائے



انتساب

پروفیسر عذرا جمیل احمد
کے نام

۱

ریحانہ تبسم فاضلی



4584

جو صدقِ دل سے کرتی ہے میرے لئے دُعا
اُس باوفا کا نام ہی عذرا جمیل ہے
لا ریب اس کا ظاہر و باطن بھی ایک ہے
یہ پُر خلوص ہونے کی محکم و لیل ہے



” اشاریہ “

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	پھول مسکرائے	(۱)
	انتساب	(۲)
۱۱	سحانہ تبسم فاضلی	(۳) کتاب زندگی کا ایک گمشدہ ورق
۲۱	ڈاکٹر نظر کامرانی	(۴) بچوں کا ادب اور سحانہ تبسم فاضلی
۲۵	عزیز الحسن	(۵) بچوں کی تہذیب نفس کا ایک نیا انداز
۳۰	پروفیسر عاتکہ بیگ	(۶) نئے طرز احساس کی شاعرہ
۳۹	پروفیسر عقیلہ تنویر	(۷) منفرد اب و لہجہ
۴۲	پروفیسر فہمیدہ مسعود احمد	(۸) بچوں کے ادب میں گرانقدر اضافہ
۴۷	پروفیسر طیبہ سلطانہ	(۹) جائزہ
۴۱	حمد باری تعالیٰ	(۱۰) -----
۵۲	مہربان آقا	(۱۱) -----
۵۳	مشکل کشا	(۱۲) -----
۵۵	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	(۱۳) -----
۵۶	شہر مکہ	(۱۴) -----
۵۷	شہر مدینہ	(۱۵) -----
۵۸	ارکان دین	(۱۶) -----
۵۹	قرآن پاک	(۱۷) -----
۶۰	راہ حق	(۱۸) -----
۶۱	اہل علم	(۱۹) -----

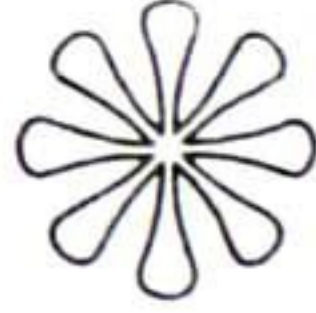
۶۱	رزقِ حلال	(۲۰)
۶۳	جنتِ محل	(۲۱)
۶۵	شوقِ جہاد	(۲۲)
۶۷	مجاہد	(۲۳)
۶۸	اسلام کے سپاہی	(۲۴)
۷۰	گھائے کا سودا	(۲۵)
۷۱	شہید کا درجہ	(۲۶)
۷۲	سوار اور سواری	(۲۷)
۷۳	پہلی منزل	(۲۸)
۷۴	ہم ہیں خدا کے واسطے	(۲۹)
۷۵	چراغِ محبت	(۳۰)
۷۷	منزل	(۳۱)
۷۹	ہمسایہ	(۳۲)
۱	ماں کی دعائیں	(۳۳)
۲	بڑوں کا ادب	(۳۴)
۸۳	استاد کا ادب	(۳۵)
۸۶	ماں کی خدمت	(۳۶)
۸۸	انسان دوستی	(۳۷)
۸۹	علم	(۳۸)
۹۱	بچے	(۳۹)
۹۳	۲۳ مارچ	(۴۰)
۹۵	۱۴ اگست	(۴۱)
۹۶	آزادی	(۴۲)

۹۸	۶ ستمبر	(۴۳)
۱۰۰	راستہ اب ہے یہ پاکستان کی تعمیر کا	(۴۴)
۱۰۱	شاہراہ کاہکشاں	(۴۵)
۱۰۲	عزم جوان	(۴۶)
۱۰۳	سوہنی دھرتی	(۴۷)
۱۰۴	چمکتی چاندی	(۴۸)
۱۰۵	بہار آگئی	(۴۹)
۱۰۶	ہمارا وطن	(۵۰)
۱۰۷	ارادے	(۵۱)
۱۰۹	احساس کی زباں	(۵۲)
۱۱۰	سلسلہ رنگ و بو کا	(۵۳)
۱۱۲	قائد اعظم	(۵۴)
۱۱۳	علامہ اقبال	(۵۵)
۱۱۴	شاہ بھٹائی	(۵۶)
۱۱۵	خوشحال خاں خشک	(۵۷)
۱۱۶	سچل سرمست	(۵۸)
۱۱۸	اقراء روضۃ الاطفال	(۵۹)
۱۲۰	مدرستہ البنات	(۶۰)
۱۲۳	اقراء روضۃ الاطفال	(۶۱)
۱۲۵	جامعہ ابی بکر	(۶۲)
۱۲۷	سرسید کالج	(۶۳)
۱۳۱	رافع کے نام (دعا)	(۶۴)
۱۳۳	گڑیا	(۶۵)

۱۳۳	عرض احوال	-----	(۶۶)
۱۳۶	پھولوں کی انجمن	-----	(۶۷)
۱۶۳	لغات	-----	(۶۸)
۱۸۵	شاعرہ کی تصانیف "مہکتے حرف" روشنی کے سلسلے "خطیب الامم"	-----	(۶۹)

اور "اہل نظر" (تبصرے)

۶۳	نظام مصطفیٰ	-----	(۷۰)
	نوٹ: (اصل فہرست سے سہوارہ گیا ہے)		



سوغات

تحریر میں سجا کے خیالات لائی ہوں
بچو! تمہارے واسطے سوغات لائی ہوں
شاید رہ حیات میں کچھ کام آسکے
ماضی کی وہ حسین روایات لائی ہوں

”کتاب زندگی کا ایک گمشدہ ورق“

رات کے سناٹے میں ابا (داداجان، عبدالمجید) کی شدید کھانسی کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی، میں نے تکیے کے قریب رکھے ہونے اپنے ننھے سے ٹائم پیس کو اپنی نیند سے بوجھل آنکھوں سے دیکھا، تو رات کے دو بج رہے تھے۔ جنوری، کا مہینہ تھا اور سردی پڑ رہی تھی۔ دو تین دن کی سخت بارش نے سردی کی شدت کو مزید بڑھا دیا تھا، شیطان نے بہکایا ”خاموشی سے آنکھیں مودد اور سو جاو گرم بستہ کو چھوڑ کر اما کے کمرے میں جاؤ گی تو تمہیں ٹھنڈے بائے گے کچھ نفس نے درغلایا اور میں نے اپنے چہرے کو حاف میں چھپالیا، کھانسی کی آواز اب مسلسل آرہی تھی میں نے سوچا ”کوئی نہ کوئی تو اٹھ جائے گا لیکن لسی کے کمرے سے کوئی آہٹ محسوس نہیں ہوئی بلکہ ایک سکوت و جمود کی سی کیفیت طاری تھی، میں نے اپنے کمرے کے دوسرے پلنگ پر نظر ڈالی جہاں اماں (دادی جان) بے خبر سو رہی تھیں وقفے، وقفے سے کمرے کی فضا ان کے خراٹوں سے گونج رہی تھی۔ میرے دل نے مجھے ملامت کی، سنو..... سنو ابا ہر لمحہ تمہارا کتنا خیال رکھتے ہیں تمہیں کتنا چاہتے ہیں کیا تمہیں ان کی تکلیف کا کوئی احساس نہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس آواز کو سننے کے بعد میں نے بستر چھوڑنے میں دیر نہیں لگائی۔ کھونٹی پر لٹکتے ہوئے چسٹر کو پہنا اور برآمدے سے ہوتی ہوئی ابا کے کمرے کی طرف چل پڑی، سردی کی وجہ سے میری حالت عجیب سی ہونے لگی لیکن میں اپنے رب کی دی ہوئی طاقت سے چل رہی تھی۔ کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا ابا کی سانس بڑی تیزی سے چل رہی تھی۔ انہوں نے اپنے سر کو گھٹنوں پر ٹکایا ہوا تھا۔ شدید کھانسی سے ان کا جسم ہل رہا تھا، میں نے ان کی کمر کو سہلانا شروع کیا تو انہوں نے اپنا سراٹھایا۔ تکلیف کی شدت کی وجہ سے ان کا پورا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا میں نے لعوقِ سپستاں کے دو

پھول مسکرائے

چمچے کپ میں ڈالے تھرماں میں سے گرم پانی نکال کر ملایا، ابا نے اشارے سے کہا کہ تھوڑا سا سفوف بھی اس پانی میں حل کر لو۔ دو اتیار کر کے میں نے انہیں پلائی تو لے سے ان کا چہرہ صاف کیا اور سورۃ الفاتحہ پڑھ کر ان پر دم کرنے لگی، کچھ وقفے کے بعد کھانسی کی شدت میں کمی واقع ہوئی اور ابا نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگے۔ "میری بیٹی اللہ تجھے ہمیشہ خوش و غرم رکھے" میری کھانسی سے تمہاری آنکھ فوراً کھل جاتی ہے حالانکہ تمہاری عمر کی بچیاں تو بڑی بے خبری کی نیند سوتی ہیں۔ اب میں ٹھیک ہوں تم جا کر سو جاؤ۔ سردی بڑی شدید ہے۔ نہیں ابا اب میری نیند ختم ہو گئی اگر آپ کی ہمت ہو تو میں ایک بات آپ سے پوچھوں؟ انہوں نے بڑی شفقت سے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور دوسرا لحاف مجھے دیا جو میں نے اپنے جسم کے ارد گرد لپیٹ لیا۔ ابا نے اپنا شفیق چہرہ میری طرف موڑا اور اپنی تمام تر توجہ میری طرف مبذول کر لی۔ ابا..... ابا..... بہت دن سے ایک بات میرے ذہن میں گونجتی رہتی ہے کہ "گھر میں تو اور بھی بچے ہیں ابایوں تو سب سے پیار کرتے ہیں لیکن ان سب بچوں پر ہمیشہ مجھے فوقیت دیتے ہیں" ابا آپ بتائیں آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ میں سوال کر رہی تھی لیکن ابا کی سوچتی ہوئی نظریں جیسے کسی مرکز پر ٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے آہستہ سے ان کا کندھا ہلایا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ابا کہیں دور بہت دور پہنچ چکے تھے، ابھی ابھی واپس آئے ہیں..... تمہیں تو معلوم ہے میری بیٹی کہ مسبن (آپا) بیماری کی وجہ سے حافظ رحیم الدین (نانا ابا) کے گھر رہتی ہیں اس لئے میں اور تمہاری اماں تم سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ابا یہ بات تو آپ مجھے کئی بار بتا چکے ہیں۔ مجھے آج وہ بات بات بتائیں جسے سننے کے لئے میں عرصے سے منتظر ہوں۔ سنو میری بیٹی میرے چمن کے پودوں پر دس کلیاں لگی تھیں لیکن آٹھ کلیاں مرجھا کر پودوں سے نیچے گریں اور مٹی میں مل کر خاکستر ہو گئیں۔ صرف دو کلیاں کھل کر پھول بنیں اور ان کی خوشبو سے میرا چمن مہک اٹھا۔ ابا..... ابا سنیئے جو آٹھ کلیاں خاک میں مل گئیں وہ آپ کے وہ بچے تھے جو دنیا سے رخصت ہو گئے اور دو مسکراتے پھول چچا جان اور باؤجی (والد صاحب) ہیں۔ میری

یہ بات سن کر ابا کا شفیق چہرہ مسکرا اٹھا۔ میں نے ابا کی طرف دیکھا اور کہا۔ ابا بتائیں پھر کیا ہوا۔ پھر یہ ہوا کہ میرے دونوں بیٹے باغبان بن گئے اور میری دونوں کیاریاں رنگ برنگے پھولوں سے بھر گئیں "میری منی سے بیٹی تم میری بڑی کیاری کا سب سے پہلا اور میرا پسندیدہ پھول ہو" تمہاری خوشبو میرے بیمار جسم کے لئے تو انانی اور صحت کا باعث بن جاتی ہے۔ ابا یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے لیکن کبھی کبھی جب آپ میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں تو آپ کی انگلیاں مجھے لرزتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں اور اس وقت آپ مجھے اپنے کاندھے سے لگا لیتے ہیں، تو آپ کی محبت کی ٹھنڈک سے میری آنکھیں بند ہونے لگتی ہیں تب مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ابا دنیا میں مجھ سے محبت کرنے والی ہستیوں میں آپ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں "حالانکہ اماں نے میری پرورش کی مجھے اپنے دل کی ٹھنڈک بنا کر لہا سے چھا جان، باوجہ، آبا، نانا ابا، نانی اماں، ماموں جان سب مجھے چاہتے ہیں میں ابا ان آپ کو ضرور بتانا ہوگا۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ آپ مجھے اپنے جسم و جاں سے بھی زیادہ چاہتے ہیں۔ میری یہ بات سن کر ابا کے چہرے پر سوچ کی لکیریں گہری ہونے لگیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ تم کو آج سے چھ سال پہلے کا ٹرین کا سفر یاد ہے جب تم چھ سال کی تھیں۔ اس بات پر میں نے ذہن پر زور ڈالا دھندلا دھندلا منظر مجھے کہیں کہیں سے واضح نظر آیا اور کہیں اندھیرا محسوس ہوا، ابا مجھے کچھ باتیں یاد ہیں لیکن میں اس سفر کی روداد آپ سے سننا چاہتی ہوں، کیونکہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس سفر کی کسی خاص بات نے میری محبت کو آپ کے دل میں بڑھا دیا ابا کچھ دیر تک سوچتے رہے، پھر کہنے لگے میں ٹینڈر کے سلسلے میں کھلتے کی طرف جانا چاہتا تھا کسی طرح تمہیں اس بات کا پتہ چل گیا اور تم نے رو، رو کر پورا گھر سر پر اٹھالیا، تمہاری ایک ہی رٹ تھی "ابا کے ساتھ جاؤں گی" تمہاری اماں نے تمہیں بہلایا کہ تمہارے ابا کام کے سلسلے میں جارہے ہیں کس طرح تمہارا خیال رکھیں گے مگر تمہاری ضد ختم نہیں ہوئی، آخر کار تمہاری اماں نے بڑی مشکل سے تمہارا بیگ تیار کیا اور تمہیں میرے ساتھ بھیجنے پر مجبوراً تیار ہو گئیں، رخصت کرتے وقت تمہاری اماں کی

پھول مسکرائے

آنکھوں میں آنسو تھے، جب کہ تم ٹرین کے سفر کی خوشی میں یہ بھول گئیں، کہ "تمہاری اماں تمہارے بغیر اداس ہو جائیں گی، تم نے اپنی ننھی ننھی بائیں اپنی اماں کے گلے میں ڈالیں نہیں پیار کیا اور جلدی سے میری انگلی پکڑ لی۔"

تانگے میں بیٹھ کر ہم اسٹیشن پہنچے، ٹرین جانے کے لئے تیار کھڑی تھی، میں نے تمہیں اپنی گود میں اٹھایا اور ٹرین کے ڈبے میں داخل ہو گیا۔ مسافروں نے دروازہ بند کر دیا۔ تم کھڑکی کے پاس بیٹھی تھیں ٹرین کو جھٹکا لگا تو نہ جانے تم کس طرح پلیٹ فارم پر گر گئیں، میں اس وقت سامان رکھنے میں مصروف تھا کہ ایک لمحہ کو تم سے غافل ہو گیا اچانک ہی تمہارے رونے اور چلانے کی آوازیں آنے لگیں میں نے تمہیں سیٹ پر دیکھا تو تم موجود نہیں تھیں کھڑکی سے جھانکا تو تم پلیٹ فارم پر کھڑی ابا، ابا پکار کے رو رہی تھیں، گاڑی آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی میں گاڑی سے چھلانگ لگانے لگا تو لوگوں نے مجھے روک لیا اس وقت تک گاڑی کی رفتار تیز ہو گئی۔ میں سخت پریشان تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیا کروں، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پاڑ والا تمہاری طرف لپکا تمہارا ایک بازو پکڑا اور گاڑی کی طرف بھاگا۔ گاڑی مزید رفتار پکڑتی جا رہی تھی۔ پاڑ والا ہمارے ڈبے کی طرف بھاگ رہا تھا تمہاری چیخوں اور مسلسل رونے سے میرا دل عجیب و غریب انداز سے دھڑک رہا تھا۔ اچانک ہی پاڑ والا ہمارے ڈبے کے پائیدان پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا، اُس کے ایک ہاتھ میں تمہارا بازو تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑا ہوا تھا، ٹرین بہت تیز چل رہی تھی تمہاری اور پاڑ والے کی جان خطرے میں تھی، ڈبے میں سوار عورتیں اس نازک صورت حال کو دیکھ کر رونے لگیں میرا دل دھڑک دھڑک کر حلق میں آ گیا اسی وقت پاڑ والے کی تیز آواز نے ہمیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا، وہ پکار رہا تھا۔ زنجیر کھینچو..... زنجیر کھینچو..... تب میں نے بے قرار ہو کر زنجیر کھینچ لی، ٹرین کو رکنے میں وقت لگا پاڑ والا ٹرین رکنے پر ڈبے میں آ گیا میں نے تڑپ کر تمہیں اپنے سینے سے لگا لیا، پاڑ والے لڑکے کو میں نے بڑی دعائیں دیں، کچھ ہی دیر بعد پولیس ہمارے ڈبے میں آگئی، صورت حال سننے کے بعد وہ واپس چلے گئے،

میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سوچنے لگا کہ چلتے وقت تمہاری اماں نے قرآن پاک کی آیات پڑھ کر تم پر دم کیا تھا۔ اور تمہیں اللہ کے حوالے کیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بڑے خطرے سے بچالیا، کام ضروری نہ ہوتا تو میں واپس وہلی لوٹ جاتا کچھ دیر بعد تم سب کچھ بھول بھال باہر کے مناظر دیکھنے لگیں، لیکن میں نے ڈر کی وجہ سے تمہیں اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا اس وقت مجھے لگا جیسے کوئی چیز میرے جسم میں چبھ رہی ہے نظر اٹھائی تو میری سیٹ کے سامنے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے وہ کچھ عجیب سی نظروں سے مجھے دیکھ رہے تھے جب میری نظر ان پر پڑی تو وہاں سے ہٹ گئے میں نے غیر ارادی طور پر اپنی صدی کو ٹٹولا جس میں ۵،۰۰۰ روپے تھے۔ اس وقت ٹرین کھیتوں سے گزر رہی تھی تمہاری آنکھیں ان مناظر کو دیکھ کر چمک رہی تھیں، اچانک ہی ٹرین کو جھٹکا لگا، اور ٹرین رک گئی جنگل بیابان تمہارات کی تاریکی آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی، مجھے پیسوں سے زیادہ تمہاری فکر تھی، مسافروں نے ڈر کی وجہ سے کھڑکیاں وغیرہ بند کر لیں نیند سے تمہاری آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں میں نے تمہیں اپنی گود میں لٹالیا، اسی وقت مجھے محسوس ہوا کہ مجھے زبردست نیند آرہی ہے جب میری آنکھ کھلی تو میں نے گھبرا کر تمہیں دیکھا، تم میرے گھٹنے پر سر رکھے سو رہی تھیں، لیکن مجھے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ ہم ٹرین کے بجائے ایک جھونپڑی میں تھے، ٹرین والے خطرناک سے دونوں مسافر میرے سامنے تھے، ایک آدمی چیخ کر بولا "بڑے میاں جو کچھ تمہارے پاس ہے ہمارے حوالے کر دو" اس خوفناک آواز سے تمہاری آنکھ کھل گئی اور تم نے ڈر کی وجہ سے میرے سینے میں منہ چھپالیا، دوسرا آدمی کہنے لگا "کیوں بڑے میاں کو ڈر ہے ہو انہیں لسی پلاؤ" وہ جھونپڑی کے ایک کونے میں گیا اور ایک بڑے سے گلاس میں لسی بھر کر میرے پاس لے آیا، مجھے بھوک کی شدت کا احساس ہوا، سوچا پہلے خود پی لوں پھر تمہیں پلاؤں گا، جیسے ہی لسی کا گلاس میں نے منہ سے لگایا، تم نے ہاتھ مار کر گلاس نیچے گرا دیا، ساری لسی زمین پر گر گئی، وہ دونوں آدمی یہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے مجھے کڑک کی آواز سنائی دی ان میں سے ایک چاقو نکال چکا تھا اور چاقو کے دستے کو پکڑے

پھول مسکرائے

آہستہ آہستہ بڑے خونخوار انداز میں میری طرف بڑھ رہا تھا قریب پہنچ کر اس نے اپنے ہاتھ کو اونچا کیا اور بولا "سردار میں اس بچی کو پہلے ختم کر دوں" یہ بات سن کر میرے چھکے چھوٹ گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے حوصلہ عطا فرمایا اور میں نے ان دونوں سے کہا "تم کیسے انسان ہو؟ کہ بچوں پر ہاتھ اٹھاتے ہو" بچے تو کسی مذہب اور کسی بھی قوم کے ہوں معصوم ہوتے ہیں، پھول تو چاہے جنگل میں کھلے یا باغ میں، پھول تو پھول ہی ہوتا ہے، یہ ننھے اور خوشبودار پھول ہی تو غریبوں اور فقیروں کو بھی حوصلہ دیتے ہیں جن کے آنگن میں پھول نہیں کھلتے، ذرا ان کے دل سے پوچھو کہ "کس طرح اپنی تنہائی پر تڑپتے ہیں" سوچو شقی القلب انسانو! "بچے تو خوشبودار پھولوں کے مانند ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر تو بکھتی آنکھوں کے چراغ بھی جل اٹھتے ہیں" پھول تو کسی باغ کا ہو دیکھنے والے کو محبت کی نوید دیتا ہے اسی طرح بچے کسی کا ہو دیکھنے اور گود میں لینے کے بعد اپنا ہی محسوس ہوتا ہے کیونکہ سب بچوں کی خوشبو یکساں ہوتی ہے ایک تم ہو ظالم و جابر انسان، اور ایک وہ غریب پاڑ والا تھا جس نے اپنی جان پر کھیل کر میری بچی کی جان بچائی تھی، تم کیسے باغباں ہو اپنے ہی ملک کی کیاریوں میں کھلنے والے پھولوں کو روندنا چاہتے ہو۔ تم جیسے ظالم انسان معصوم بچوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا کر خوشی سے قمقمے بلند کرتے ہیں بچے خوف سے اپنی ماؤں کی آغوش میں اپنا منہ چھپا لیتے ہیں لیکن تمہارے ہم خیال افراد ان معصوموں کو ان نرم و گرم آغوش سے جدا کر دیتے ہیں۔ کالی، بھوری، نیلی معصوم آنکھیں شفاف پانی سے لبریز ہو جاتی ہیں ان کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو بھی تم جیسے لوگوں کا دل موم نہیں کرتے۔ یہ دیکھو میری بچی کی شکل، اس نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں، اس کا رنگ زرد ہو گیا ہے، کیا تمہارے بچے نہیں ہیں خون بہانا اگر تمہارا مشغلہ ہے؟ تو میرا خون حاضر ہے، میری بچی کو کچھ نہ کہنا، یہ کہہ کر میں چپ ہو گیا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ان دونوں نے میری اتنی لمبی تقریر کیسے سن لی، میں نے دیکھا اس آدمی کا ہاتھ اسی طرح سے فضا میں بلند تھا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اس بلائے ناگہانی سے بھی ہمیں ہمارے رب نے ہی

بچایا تھا، اسی لمحہ مجھے احساس ہوا کہ جھونپڑی بہت سے لوگوں سے بھر گئی ہے۔ دراصل وہ پولیس والے تھے جنہیں اللہ نے ہماری مدد کے لئے بھیجا تھا (بعد میں پولیس آفسیر نے مجھے بتایا کہ ہم آپ کو ٹرین والوں کی شکایت سن کر ڈھونڈنے نکلے تھے پولیس نے چاروں طرف سے ان دونوں آدمیوں کو گھیر لیا ایک پولیس آفسیر نے اپنی جیب سے ہتھکڑیاں نکالیں اور ان دونوں کو پہنا دیں، پھر ہمیں بھی ایک جیب میں بٹھایا اور اسٹیشن کی طرف چل پڑے، اسٹیشن پر ہی ایک پولیس چوکی بنی ہوئی تھی ان دونوں خطرناک آدمیوں کو الٹا لٹکا دیا گیا، پولیس آفسیر نے مجھے شاباشی دی اور کہنے لگا۔ "بڑے صاحب آپ کی وجہ سے یہ دونوں ڈاکو پکڑے گئے ہم ایک طویل عرصے سے ان کی تلاش میں تھے آپ کو معلوم ہے، انہوں نے سی میں زہر ملایا، ہوا تھا جسے آپ پیتے ہی ختم ہو جاتے، میری آنکھوں میں رب کریم کی مہربانی پر شکر کے آنسو آگئے میں نے پولیس آفسیر سے کہا بیٹے میں اللہ کی رحمت سے بچ گیا، میری معصوم بچی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میری زندگی بچائی اب آپ مجھے دہلی جانے والی ٹرین میں بٹھا دیں۔ میں اب کھلتے نہیں جاؤں گا، میں دہلی واپس جانا چاہتا ہوں۔ آفسیر نے پولیس والوں کے ذریعے ہمیں دہلی جانے والی ٹرین میں سوار کروا دیا۔ میں تمام راستے اللہ کا ذکر کرتا رہا اور خیر و عافیت سے دہلی پہنچ گیا۔

میری بچی اکثر میں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں، پہلے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں پھر تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اس عبرت ناک واقعے کی وجہ سے میرے دل میں میرے خالق نے تمہاری محبت کے رنگ کو اور زیادہ گہرا کر دیا ہے۔ میری بچی میری بات یاد رکھنا، تمہیں آگے چل کر بہت کام کرنا ہے اپنی زبان کو حق و صداقت کے لئے وقف کر لینا آج تم ایک پھول ہو، کل تمہیں اپنی کیاریوں کی آبیاری کرنی ہوگی اپنے پھولوں کی حفاظت کرنا۔ ان شاء اللہ تمہیں اللہ تمہارے نیک مقصد میں کامیاب ضرور کرے گا ابا کے یہ خوبصورت جملے میرے شعور کی خوشبو بن گئے جب میں نے میٹرک کے فوراً بعد اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی نرسری میں قدم رکھا تو شعور کی یہ

پھول مسکرائے

خوشبو میری زبان سے نکل کر میرے ارد گرد بیٹھے ہوئے ننھے ننھے پھولوں کی مہک کو مزید بڑھانے کا سبب بنی، بچوں سے پیار کرنا میری عادت بن چکی تھی مجھے بچوں کے ساتھ وقت گزارنا بہت پسند تھا جب میرے باغ میں پھول کھلے تو ان کی خوشبو کو سمیٹنا بھی میں نے اپنا فرض اولین سمجھا، میرا دوسرے نمبر والا بیٹا رافع مجاہد فاضلی جب دو ماہ کا ہوا تو سخت بیمار پڑ گیا۔ بیماری نے اتنی شدت اختیار کی کہ اس کے رونے کی آوازیں دور دور تک پہنچنے لگیں، روزانہ محلے پڑوس والے اس کی عیادت کو آتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ گھر میں قرآن پڑھنے والی طالبات بھی ہر روز اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتی رہتیں اس پھول کی حفاظت کے لئے میری بوا (والدہ پروفیسر و سیم فاضلی) اور میری آپا نے اپنی راتوں کی نیندوں کو بھی قربان کر دیا، یہ بزرگ تو تمام باتوں کو سمجھتی تھیں، لیکن دو ننھے ننھے ہاتھ اپنے رب کے سامنے ہر وقت دعا کے لئے اٹھے رہتے، یہ میرا اتہائی پیارا اور فرماں بردار بچہ احمد نعمان فاضلی تھا جو خود اس وقت ساڑھے سات سال کا تھا لیکن بھائی کی تکلیف دیکھ کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نعمان کی دعاؤں سے رافع کو صحت و زندگی دی۔ جب رافع چار سال کا ہوا تو اپنے بھائی نعمان کے ساتھ اقراء روضۃ الاطفال کی موٹیسیری میں جانے لگا، لیکن اس وقت تک بھی اس کو بخار کی شدت میں دورے پڑ جاتے تھے، بچوں سے محبت کرنے والے، بچوں کی خوشبو کو محفوظ رکھنے والے مفتی مزمل حسین کا پڑیا (جو میرے حقیقی بھائیوں کی طرح ہیں) رافع کو لے کر محترم مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے انہوں نے اپنا دست شفقت رافع کے سر پر پھیرا۔ پیار کرنے کے بعد آیات شفا پڑھ کر دم کیں، پھر مجھے منزل (قرآنی آیات کا مجموعہ) صبح و شام پڑھنے کے لئے فرمایا اس کے ساتھ ہی آپ نے نصیحت فرمائی کہ اب بچے کو "فینو بار بیٹان" بالکل مت کھلاؤ۔ اس سے بچے کی ساری صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی۔ اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ کی امانت ہے اللہ ہی حفاظت فرمائے گا۔ ماشاء اللہ، سال کی عمر میں پہنچ کر رافع بالکل تندرست ہو گیا۔ تب نعمان کی فرمائش پر میں نے ایک نظم "رافع کے نام" لکھی جو آج "پھول مسکرائے" کی

زینت بنی، جب پچھلے دنوں کراچی کے حالت بہت زیادہ خراب ہوئے تو ایک نظم "عرضِ احوال" کے عنوان سے میرے درد مند دل سے نکلی یہ نظم بھی "پھول مسکرائے" میں آپ کی توجہ کی منتظر ہے۔ میری برسوں سے تمنا تھی کہ "بچوں کے ادب" پر کچھ لکھوں یہ میرے رب کا احسان ہے کہ "بچے" جو میرے دل کی ٹھنڈک اور میرے ذہن کی خوشبو ہیں "پھول مسکرائے" کی صورت میں آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ربِ عالم سے میری دعا ہے کہ "ملتِ اسلامیہ کے یہ پھول اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ اسی طرح مہکتے رہیں" اپنے پیارے بچوں سے میری بڑی زبردست خواہشات وابستہ ہیں کہ "وہ میرے پیغام کو غور و فکر سے پڑھیں گے" یہ پیغام "کتاب اللہ" اور "سنت رسول" کا آئینہ ہے۔ ننھے پھولو! کل تم میرے وطن اور ملتِ اسلامیہ کے باغبان بنو گے اپنے چمن کو ظلم کی آندھیوں سے بچانے میں تمہیں اپنی صلاحیتوں سے کام لینا ہوگا میرے غریب خانہ پر حفظ قرآن کی طالبات کی دعائیں میرے مشن کو آگے بڑھانے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں قدم، قدم پر بچیوں نے مجھے بڑے خوبصورت مشورے دیئے ان کے خلوص کی اتہا یہ ہے کہ ہمیشہ میرے لئے دعا کرتے وقت ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ ان کی آنکھوں کے جھلملاتے ہوئے آنسو میرے رستے کے جگنو بن جاتے ہیں۔ ان بچیوں کے لئے ہمیشہ میرے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی رہیں گی، اور میرا آقا ہمیشہ میری دعاؤں کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرماتا رہے گا۔ سرسید کالج کی میری پر خلوص طالبات کی باتیں بھی ہمیشہ خوشبو بن کر میرے دل و دماغ کو مہکاتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ میری کوششوں اور دعاؤں کو قبول فرمائے آمین!

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے پیارے ابا کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ کیونکہ ان کی دعاؤں سے ہی آج میں اس قابل ہوئی کہ "اپنی کتاب زندگی کے اس گم شدہ ورق" کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں اس کے ساتھ ہی میں ان محترم ہستیوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں جنہوں نے "پھول مسکرائے" اور میرے سابقہ مجموعہ ہائے کلام پر اپنے گراں قدر

پھول مسکرائے

خیالات کا اظہار فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے آمین!

ناچیز
ریحانہ مجسم فاضلی

۲۱ دسمبر ۱۹۹۶ء



”بچوں کا ادب اور رسخانہ تبسم فاضلی“

جب فرعون کو اس کے درباری نجومیوں اور کاہنوں نے خبر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جو اس کی خدائی کو نیست و نابود کر دے گا تو اس نے جیسا کہ روایت میں ہے۔ بنی اسرائیل کے تمام نومولودوں کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اس کے محل تک پہنچ گئے تھے۔ ان کا امتحان لیا گیا۔ ان کے سامنے دہکتے انگارے اور ہیرے رکھے گئے۔ انہوں نے بچوں کی فطرت کے مطابق انگارہ اٹھا کر زبان پر رکھ لیا۔ ہتھیلی بھی جل گئی اور زبان بھی۔ پھر ساری زندگی زبان میں لکنت رہی مگر انہوں نے اپنی قوم کی نئی نسل کو نہ صرف قوت گویائی عطا کر دی اور انہیں غلامی سے آزاد کرایا بلکہ فرعون کو دریائے نیل میں غرق ہونے پر مجبور کر دیا۔ مگر رسخانہ تبسم فاضلی صاحبہ عجیب خاتون ہیں جو اپنی قوم کے ہر موسیٰ کو انگاروں سے نہیں۔ مقدس پانی (یا دودھ) سے پرورش کرنا چاہتی ہیں تاکہ فراعین وقت اپنی آگ میں خود جل کر بھسم ہو جائیں۔

دنیا کا تمام وہ ادب جسے بچے پڑھتے ہیں پسند کرتے ہیں گاتے، گنگناتے سوچتے اور خوابوں میں سجاتے ہیں۔ سراسر آگ نہیں تو کیا ہے۔ باطل، باطل پرستی، تخیلاتی کھیل تماشے، پیروں، دیو، دیو مالائی کرداروں کی تمثیلی کرشمہ سازیوں سے بچے کیا بنتے ہیں۔ رسخانہ صاحبہ نے روایتی اور فرسودہ خیالات سے ہٹ کر بچوں کو حقیقت پسندی اور غیرت پرستی کا درس دیا ہے۔ انہیں حقائق کی دنیا سے روشناس کرایا ہے۔ جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کی ہے۔

ایک بچہ پوری نسل کا ترجمان ہوتا ہے اور کچے ذہن جب شعور و بلوغت کی منزل

کو پہنچتے ہیں تو ان کی تعمیر و تربیت ہی ان کے آلے آتی ہے۔

دعوانہ تبسم فاضلی ایک سنجیدہ، بردبار، باشعور، تعلیم یافتہ اور پختہ ذہن کی حامل ہیں۔ بچوں کے لئے مجموعہ کلام ترتیب دیتے ہوئے انہوں نے ان ہی امور کو پیش نظر رکھا ہے کہ تفریح کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی ہو جائے اور بچے ^{شکستگی و سنجیدگی سے} وہ تمام مراحل طے کر جائے جن کو طے کرنے میں جوئے شیر لانا پڑتا ہے۔ حمد باری تعالیٰ کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی
نت نئی نعمتیں کھلاتے ہیں سب کی بگڑی وہی بناتے ہیں
کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی
ساری دنیا ہی آنی جانی ہے صرف اللہ ہی غیر فانی ہے
کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی
جہاد کے حوالے سے بچوں کو کتنا اہم سبق دیتی ہیں۔

”ایمان کی علامت“

نام جس کا جہاد ہے بچو
یہ ہی ایمان کی علامت ہے
ظلمت و کفر میں تبسم یہ
روشنی ہی کی ایک صورت ہے
بچوں کا ادب تخلیق کرنا انتہائی کٹھن، صبر آزما اور مشقت طلب کام ہے۔ یہاں
صرف لفاظی سے کام نہیں چلتا۔ انتہائی عرق ریزی اور دل جمعی سے بات کو اتنے سیدھے
اور سچے انداز میں کہنا پڑتا ہے کہ بات بیٹھے شہد کی طرح رگوں میں تحلیل ہو جائے۔
بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

وہ جو رزقِ حلال کھاتے ہیں

~~70/10/10~~ 87949

ان کے دل ہی تو نرم ہوتے ہیں
یہ ہی تو لوگ ہیں تبسم جو
دوسروں کے غموں پہ روتے ہیں

دیکھئے کتنی بڑی بات کتنے پرسوز اور دل گداز انداز میں ذہن نشین کرادی۔
"اسلام کے سپاہی" میں جہاد اور حق گوئی کی تلقین کتنے موثر انداز میں کی ہے۔ ملاحظہ
فرمائیے۔

جیتے ہیں حق کی خاطر، مرتے ہیں حق کی خاطر
ہم کام اچھے کرتے ہیں حق کی خاطر

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

کہتے ہیں کہ ایک بچے کا عالم وجود میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اپنی کائنات
سے کتنی محبت رکھتا ہے اور بچوں کو سوز و گداز سے آشنا کرنا، تعلیم و تربیت کے زیور سے
آراستہ کرنا ایک بہت بڑا مشن ہے۔ جہاد ہے۔

ہر روز، روزِ عید ہو ہر شب، شبِ برات
ماحول اپنے ملک میں ایسا بنائیں گے
ہر ایک لب پہ امن و محبت کا ذکر ہو
دنیا کو اس خلوص کے مرکز پہ لائیں گے

زندگی اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت ہے اس کا گزارنا اس کو بسر کرنا ایک سلیقہ اور

ترتیب کا نام ہے۔ "منزل" کے عنوان سے فرماتی ہیں۔

زندگی کے بار کو ہنس کر اٹھانا چاہئے
نغمہ توحید سازِ دل پہ گانا چاہئے
ترجے کے ساتھ ہی پڑھ پڑھ کر کتاب اللہ کو
اس کو راہِ زیست میں منزل بنانا چاہئے

کون ذی روح ہے جو اپنی ماں سے پیار نہیں کرتا اس کیفیت کو "ماں کی دعائیں"

کے حوالے سے کس طرح رقم کیا ہے۔

ماں کی دعائیں لے لو جنت کی یہ ہوا ہے
جگ جگ اسی کے دم سے جگ میں رہ وفا ہے
ماں کی دعا سے غنچے امید کے کھلے ہیں
ماں کی دعا سے رتبے ہر شخص کو ملے ہیں

سہ ماہیہ تبسم فاضلی نے اپنے علم اور دینی شعور کو بچوں کے اندر اس طرح منتقل کیا
ہے کہ بچے کا ذہن بے ساختہ اسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور ان میں مزید علم
حاصل کرنے کی جستجو پروان چڑھتی ہے۔

علم ہی سے جہاں کی زینت ہے
علم ہی دو جہاں کی دولت ہے
یہ وہ نقدِ ہنر ہے جس کے سبب
ملٹن و شیکسپیر کی عرت ہے
یہ نہ ہوتا تو بات کچھ بھی نہ تھی
آدمی کی حیات کچھ بھی نہ تھی

(ڈاکٹر نظر کامرانی)



”بچوں کی تہذیبِ نفس کا ایک نیا انداز“

قوانین قدرت میں یکسانیت اور ہم آہنگی (Harmony) ہے اور یہ قوانین کبھی تبدیل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر مخلوق قوانین فطرت کی پابند ہے۔ انسان بھی اپنی تخلیقی ساخت کے اعتبار سے مکمل طور سے قوانین فطرت کا پابند ہے۔ یہ اپنی آنکھ سے وہی کام لیتا ہے جس کے لئے اسے بنایا گیا ہے۔ یعنی دیکھنا۔ کانوں سے سننے کے علاوہ دوسرا کام نہیں لیا جاسکتا۔ اسی طرح دل، دماغ، گردے، پھیپھڑے بھی صرف وہ کام کر سکتے ہیں جن کے لئے ان کو وجود بخشا گیا ہے۔ انسان چاہے بھی تو ان اعضاء سے دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ حیوانات کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی غذائیں بھی متعین کر دی ہیں جن میں تبدیلی کرنے کا خیال بھی انہیں نہیں آسکتا ہے۔ البتہ اس معاملے میں انسان آزاد ہے یہ اپنی غذاؤں میں تنوع پیدا کر سکتا ہے لیکن فطری قوانین سے یہاں بھی انحراف ممکن نہیں۔ سائنس کی بے پناہ ترقی کے باوجود خالص زہر کو اس کی اصل حالت میں کبھی بھی انسانی غذاؤں کا جزو نہیں بنایا جاسکا اور نہ ایسا کرنا ممکن ہے۔ ہاں قوانین فطرت توڑے بغیر اپنے ارادے کی قوت کو علم اور تجربے کی روشنی میں زندگی بھر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، حیات اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفات امہات ہیں جنہیں اللہ نے بقدر ضرورت اپنی تمام مخلوقات میں تقسیم فرما دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود اور مستقل ہیں جبکہ مخلوقات کی صفات محدود اور عارضی ہیں۔

انسان اپنے تغذیے (Diet) سے لے کر رہن سہن کے تمام طریقوں کو اپنی ضرورت اور منشا کے مطابق بنانے کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے جس کے لئے مہارت

پھول مسکرائے

(Skill) کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ مہارت کسی کام کو بار بار کرنے (Repetition of Actions) سے حاصل ہوتی ہے۔ گویا انسان کو اپنے ارادے کی قوت استعمال کرنے کے لئے انتھک محنت کرنی ہوتی ہے اور ہر کام سیکھ سیکھ کر کرنا پڑتا ہے۔ سیکھنے کا یہ عمل بچپن سے شروع ہوتا ہے۔ بچوں کو ایسی عمر میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسوں اور اسکولوں میں داخل کرایا جاتا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے تعلیمی اداروں میں حصول علم کا مقصد یہ سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے کہ فارغ التحصیل لڑکے لڑکیاں مستقبل میں اعلیٰ ملازمتیں حاصل کر سکیں گے۔ اسی لئے بچے ابتداء ہی سے معاشی اور معاشرتی مقام (Social Status) کو اپنا نصب العین بنا لیتے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جائز ناجائز ہر حربہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اخلاقی اقدار اس قدر ملیا میٹ ہو چکی ہیں کہ بچے اور بعض حالات میں اعلیٰ عہدوں پر فائز والدین تک اساتذہ کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر ان کے بچے کامیاب نہیں ہوئے تو اسکول ٹیچر کی زندگی تباہ کر دی جائے گی۔

اس ماحول میں اخلاقی اقدار کا پرچار کرنا اور بھٹکے ہوئے آہو کو سونے حرم لیجانے کی کوشش کرنا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو زمانے سے جنگ کر کے اپنا راستہ الگ بنانے کے لئے کمر کس چکے ہیں۔ اس بیچ پر کام کرنے والوں میں دینی مدارس کے مہتمم حضرات تو صدیوں سے اپنے اپنے محاذ پر ڈٹے ہوئے ہیں لیکن انہوں نے اپنے نصاب کو بدلتے ہوئے تقاضوں سے دور رکھ کر اپنے طلباء میں ایک قسم کا احساس کمتری پیدا کر دیا ہے کیونکہ ان مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ جدید علوم سے بہرہ ور لوگوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس طرح وہ جدید معاشرے میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بعض دردمند حضرات نے بڑی مشکلات جھیل کر انتہائی محنت سے بعض تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں ان اداروں میں اسلام کی اصل روح کو سمجھ کر طلبہ کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا گیا ہے اسلام کی اصل روح یہ ہے کہ دین اور دنیا کو ایک کل کی حیثیت سے قبول کیا

جائے اور دین کو دنیا سے جدا نہ سمجھا جائے۔ ایک باعمل مسلمان کی زندگی دنیا کی نعمتوں سے منہ موڑ کر نہیں بلکہ ان نعمتوں سے احکام الہیہ کے مطابق فائدہ اٹھاتے ہوئے گزارنی چاہئے کیونکہ بقول اقبال :-

تقدیر کے پابند جمادات و نباتات

سومن فقط احکام الہی کا ہے پابند

اسلام کے اس وسیع مفہوم کو سمجھتے ہوئے جو ادارے قائم ہوئے ہیں ان کے قیام میں جو جذبہ کار فرما ہے اس کو محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی نے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا ہے اور چونکہ ان کا نصب العین بھی یہی ہے اس لئے انہوں نے ان اداروں پر کچھ نظمیں بھی لکھی ہیں اور نثر میں بھی ان اداروں کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر دی ہیں۔ نہ خانہ تبسم فاضلی صاحبہ نے جو کچھ ان اداروں میں دیکھا اور جو کچھ ان کے بارے میں سمجھا اسے خلوص و محبت کی زبان دیدی۔ اس کے علاوہ انہوں نے بچوں کے لئے بڑی رواں دواں بحروں اور آسان زبان میں نظمیں تخلیق کی ہیں۔

یوں تو ہر بڑے شاعر نے بچوں کے لئے نظمیں کہی ہیں جن میں اسمعیل میرٹھی، علامہ اقبال اور صوفی تبسم جیسے شعراء شامل ہیں لیکن اس سلسلے کو باقاعدگی سے آگے بڑھانے والے شعراء کی تعداد بڑی قلیل ہے۔ پھر ایسے شعراء تو نہ ہونے کے برابر ہیں جو بچوں کے لئے دینی جذبات سے لبریز با مقصد شاعری کے نمونے سامنے لائے ہوں۔ نہ خانہ تبسم فاضلی صاحبہ نے اپنی نظموں میں یہ التزام برتا ہے کہ ان کے ذریعے دینی جذبات ابھر سکیں اور بچوں میں زندگی کے اعلیٰ مقاصد کو سمجھ کر آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ ان نظموں کے موضوعات بڑے منتخب ہیں مثلاً حمد و نعت کے علاوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر بھی نظمیں ہیں اسی طرح ارکان دین، ایمان کی علامت، قرآن پاک، راہ حق، اہل علم، نظام مصطفیٰ، رزق حلال، شوق جہاد پر بڑی اچھی نظمیں ہیں۔ بعض دینی اداروں کے علاوہ سرسید گریجویٹ کالج پر بھی ایک نظم ہے۔ بچوں کی تہذیب نفس کے لئے "بڑوں کا ادب" اور "استاد کا ادب" جیسے موضوعات پر بھی لکھا ہے۔ کچھ نظمیں قومی

اہمیت کے ایام پر ہیں کچھ نظموں میں قومی رہنماؤں کو بھی خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ایک نظم بعنوان "دعا" مصنف نے اپنے فرزند "رافع" کے نام معنون کی ہے۔ یہ نظم اپنے موضوع کے اعتبار سے تو ذاتی اور اختصاصی (Particular) لگتی ہے لیکن جذبے کے پھلاؤ اور مقاصد حیات کی وسعتوں کے حوالے سے اس میں ایک قسم کی تعمیم (Generalization) بھی ہے اور اس طرح یہ ایک ماں کا ذاتی جذبہ کا ستاتی حوالہ بن گیا ہے۔

مصنف کے نصب العین کی بلندی اور مقصد حیات کی پاکیزگی نے اس کتاب میں شامل نظموں کو وہ حسن عطا کر دیا ہے۔ جس سے قاری کا دل متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت بے پایاں سے قوی امید ہے کہ یہ بحانہ تبسم فاضلی صاحبہ کے اجلے باطن کا پاکیزہ عکس نو نہالان وطن کے سیرت و کردار پر بھی پڑے گا اور ملت کے بالغ افراد بھی فکر و خیال کی لطافت، جذبوں کی صداقت اور بیان کی ملاحظت سے اپنی باطنی کیفیات میں ایک انقلاب محسوس کریں گے۔ اللہ کرے اس کتاب کے مسکراتے ہوئے پھولوں کے اثر سے دنیائے اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص عمل کی تمام وادیوں میں تازہ بہار آجائے جو ملت کے نشاۃ ثانیہ کا پیش خیمہ ثابت ہو (آمین) سہاں تک نثر لکھی تھی کہ اچانک تو سن خیال نظم کی وادیوں میں داخل ہو گیا..... سو چند اشعار حاضر ہیں۔

پاکیزگی جو فکر و عمل کی تجھے ملی
ڈھالی وہ تو نے شعر کے سانچے میں بر محل
پیغام حق دیا ہے اس انداز سے کہ اب
جگ کر رہے گی دین کی ہر وادی عمل

تیرے خلوصِ دل سے یہ نظمیں ہیں تابناک
پیدا ہے لفظ لفظ سے اُفت کی روشنی

یہ روشنی جہاں میں بھی پھیلے گی ایک دن
چھٹ جائے گی ضرور جہالت کی تیرگی

بچے چلیں جو راہِ صداقت پہ روز و شب
تقدیر قوم کی بھی بدل جائے گی ضرور
ایسی ہی روشنی جو بکھیرے گی شاعری
ہو جائے گی یہ تیرہ نصیبی بھی جلد دور

اشعار کے گلاب لٹاتا رہے سدا
رحمانہ فاضلی کا قلم زر نگار ہو
میری دعا ہے نظمیں یہ مقبولِ عام ہوں
ہر شعر شہرِ فن کا حسین شاہکار ہو

وہ پھول مسکراتے رہیں تا ابد عزیز
جو شاعرہ نے اپنے سخن میں سجائے ہیں
غنجے یونہی خلوص و وفا کے کھلے رہیں
جس طرح اس کتاب میں گل مسکرائے ہیں

”ایک نئے طرز احساس کی شاعرہ“

سچانہ تبسم فاضلی کا یہ چوتھا زیر نظر مجموعہ کلام موضوع کے لحاظ سے پہلے تین مجموعوں سے کچھ مختلف ہے۔ ”مہکتے حرف“ اور ”خطیب الامم“ میں حمد باری تعالیٰ بھی ہے اور عشق رسالت ماب بھی۔ ”روشنی کے سلسلے“ میں انہوں نے احادیث نبوی کو دلنشین اشعار میں پیش کیا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ حدیثیں وہی منتخب کی گئی ہیں جو ہماری زندگی کے رہنما اصولوں سے متعلق ہیں۔

یہ چوتھا مجموعہ کلام جس کا نام ”پھول مسکرائے“ ہے مختلف عنوانات رکھتا ہے اور گویا بچوں کی تربیت اور تہذیب کا ایک کھویا ہوا ورق ہے۔

مسلمان گھرانوں میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں سب سے پہلے اذان دی جاتی ہے۔ یہ رواج ہی نہیں بلکہ ضرورت ہے تاکہ دنیا میں آتے ہی بچے کے کان ”اللہ“ کے نام سے آشنا ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے لوریوں کے ذریعے یا کسی اور طرح اس کے سامنے مسلسل اللہ کا نام لیا جاتا رہتا ہے۔ سن شعور پر پہنچتے ہی اسے اسکول میں داخل کر دیتے ہیں اور گھریلو دینی تعلیم تقریباً منقطع ہو جاتی ہے چونکہ اسکولوں کا نصاب استنباط جھل ہوتا ہے کہ ماں، باپ نصاب کی تکمیل کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دے ہی نہیں سکتے

اس سمت میں سچانہ تبسم فاضلی نے بہت اہم قدم اٹھایا ہے اور چھوٹی چھوٹی نظموں کے ذریعہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو اسلام کی بنیادی تعلیم سے روشناس کرانے کی کوشش کے علاوہ انہیں قوم و ملت کا سچا خادم اور محافظ بننے کی بھی ترغیب دی ہے۔ چونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ آج کا بچہ کل کا جوان ہو گا جس کے کاندھوں پر آنے والے زمانہ کی لاتعداد ذمہ داریوں کا بوجھ ہو گا۔ اسلامی شعار کے بموجب آج ہی اس کی تہذیب

و تربیت ضروری ہے تاکہ آنے والی نسلیں صحیح اسلامی اور اصلاحی راستہ اختیار کر سکیں۔
اس مجموعہ کے پہلے حصہ کا عنوان ”نور و نکہت شبنم پھول روپ ہیں سارے خالق کے“
اللہ نور السموات والارض کا نہایت خوبصورت اور سادہ الفاظ میں ترجمہ ہے۔ اس
مجموعہ کی ابتدا میں بچوں کو بتایا گیا ہے کہ اس میں اللہ بزرگ اور اس کے پیارے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتوں کا ذکر ہے۔ گویا سادہ زبان میں بچوں کو
ذات باری تعالیٰ، رسول اکرم اور بزرگان دین سے متعارف کرایا ہے۔
وہ کہتی ہیں ہمارا پیارا خدا اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جو انسان کی غلطیوں سے
درگزر کرتا ہے۔ وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔

کس قدر مہربان آقا ہے
درگزر سے جو کام لیتا ہے
رحم کرتا ہے اپنے بندوں پر
سب خطائیں معاف کرتا ہے

ساتھ ہی آسان زبان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، - اور طوفانِ نوح کا ذکر ہے
کہ باری تعالیٰ کس طرح اپنے نیک بندوں کو طاعنوتی قوتوں کے شر سے بچاتا ہے۔

آگ نمرود کی بجھاتا ہے
آگ کو گلستاں بناتا ہے

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
رستہ طوفان میں بنایا ہے
اور طوفان سے بچایا ہے

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
بچوں کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعارف

کراتے ہوئے جہاد اور شہادت کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔

نام جس کا جہاد ہے بچو
یہی ایمان کی علامت ہے

000

شوقِ جہاد جب بھی بیدار ہو گیا ہے
ہیبت سے دشمن دیں بیمار ہو گیا ہے

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

قرآن پاک اللہ کا کلام، علم و حکمت کا خزانہ اور کتابِ عمل ہے اور ایک مسلمان کے لئے
دین و دنیا کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ:

اس کا پڑھنا بھی اک عبادت ہے

اس کا سننا بھی حق کی چاہت ہے

قبرِ آخرت کی "پہلی منزل" ہے جہاں سب سے پہلے پوچھا جائے گا۔

رب ترا ہے کون اے بندے بتا

صاحبِ ایمان بولے گا "خدا"

عرشِ والا ہی مرا خالق بھی ہے

جس کی کرتا تھا عبادت میں سدا

اس طرح مسلمان بچوں اور بچیوں کے دل میں کلمہ طیبہ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کہ وہ
زبان اور دل سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔

ایک صاف ستھرے اسلامی معاشرے میں فرقہ پرستی روحِ اسلامی کے منافی ہے جو
محبتوں کے چراغ بکھادیتی ہے۔

کر دیں جو غرقِ فرقہ پرستی کی لعنتیں

نغموں سے اپنے آج وہ طوفان اٹھائیں گے

جو خود بھڑک کے خرمنِ نفرت کو پھونک دیں
 ایسے چراغِ امن و محبت جلائیں گے
 ہمسایہ خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کے حقوق ایک صحابی سے متعلق حکایت کے
 ذریعے واضح کئے ہیں جنہوں نے اپنے اہل خانہ کو ہمسایہ کا خیال نہ رکھنے پر اظہار
 ناپسندیدگی کرتے ہوئے قول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دہرایا اور فرمایا

وہ جو مسلم کہ غیر مسلم ہو
 اپنے ہمسایہ کا خیال رکھو
 اسی طرح ماں، باپ، استاد اور بزرگوں کے ادب کے بارے میں بیش بہا نصیحتیں کی
 ہیں۔ انسان دوستی اور حصول علم کی فضیلت کی طرف بچوں کو متوجہ کیا ہے۔

جس کو کوئی چرا نہیں سکتا
 علم دنیا کی ایسی دولت ہے
 لوٹ سکتا نہیں جسے رہزن
 وہ سرمایہ لطافت ہے
 یہ نہ ہوتا تو بات کچھ بھی نہ تھی
 آدمی کی حیات کچھ بھی نہ تھی

○○○

جب جلے ہیں علم و دانش کے چراغ
 چھٹ گئی ہیں جہل کی تاریکیاں
 پھر قلم سے اپنے اہل علم نے
 کی رقمِ فکرِ جواں کی داستاں

”چراغِ علم کے“

اس عنوان کے تحت کراچی کی دینی اور علمی درسگاہوں کا ذکر ہے۔ سرفہرست

روضتہ الاطفال " ہے جہاں قرآن پاک حفظ کرایا جاتا ہے " اقراء " وحی کا وہ پہلا وسیع
المعنی لفظ ہے جس کے ذریعہ انسان کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وہ لفظ
ہے جس کے گرد دین و دنیا گھومتی ہے اسی کے ذریعہ دین و دنیا کے علوم حاصل کئے
جاتے ہیں۔

نہکانہ فاضلی کہتی ہیں کہ:

ہم نے تو جہاں بھی جب بھی کبھی
" اقرا " کا یہ پیغام دیا
پھر جہد و عمل کی راہوں میں
بس دولتِ دین کو عام کیا
جی جان سے ہم کو پیارا ہے
یہ محورِ دین و دنیا ہے
" مدرستہ البنات " میں گھریلو بچیوں کو علم دین و دنیا سے آراستہ کیا جاتا ہے چونکہ:-

جب مائیں اچھی ہوتی ہیں
تو قوم بھی اچھی ہوتی ہے
گزارِ تمدن میں اس سے
خوشبوئے صداقت پھیلی ہے

○○○

اب دین اور دنیا دونوں کی
تعلیم یہاں دی جاتی ہے
کرتی ہے منور جو دل کو
جو ذہنوں کو مہکاتی ہے

اس کے بعد اس ادارہ کا ذکر ہے جو سرسید احمد خان کے نام نامی سے منسوب ہے یعنی
سرسید گریڈ کالج۔ اس کے بارے میں نہکانہ فاضلی نہایت خلوص و محبت سے رقمطراز
ہیں۔

تیرے دیوار و در جگمگا دیں گے ہم
اپنی چاہت سے تجھ کو سجا دیں گے ہم
تجھ کو جنت بداماں بنا دیں گے ہم

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو
مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو
"جامعہ بی بکر" ایک ایسی درسگاہ ہے جہاں ہر ملک کے طالب علم تعلیم حاصل کرنے
آتے ہیں۔ اس درسگاہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں عربی بہ حیثیت ایک زبان کے
سکھائی جاتی ہے۔

یہ جامعہ بی بکر ہے
ہم کو تو اس پہ فخر ہے
اور اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ:-

آتے ہیں ہر اک ملک سے
طالب یہاں پر علم کے
دین اور دنیا کی یہاں
تعلیم پاتے ہیں سبھی
قرآن و سنت کی یہاں
تبلیغ ہوتی ہے نری

اسی طرح نہ سحانہ فاضلی ملک کے ان چیدہ تعلیمی اداروں کا ذکر کرتی ہیں جہاں دنیوی
تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم کا بھی بدرجہ اتم انتظام ہے اور جہاں عربی بہ حیثیت ایک
زبان کے سکھائی جاتی ہے۔ قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جسے سمجھنے کے لئے
اور جس پر عمل کرنے کے لئے عربی زبان جانتنا ضروری ہے لہذا مسلمان اہل دانش نے
اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مخصوص مدارس کی بنیاد ڈالی جن کا ذکر نہ سحانہ فاضلی نے
"علم کے چراغ" تحت کیا ہے۔

اس مجموعہ کے دوسرے حصہ کا عنوان "روشن روشن تارے" ہے۔ عنوان سے ہی نفس مضمون کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کے ان ضیا پاش ستاروں کا ذکر ہے جن کے قول و فعل اور عظمت کردار کی روشنی سے ہمارا ملک جگمگا رہا ہے۔

اس عنوان کے تحت قائد اعظم کی ولولہ انگیز قیادت، اقبال کے جذبہ وحدت اسلامی کو خراج تحسین پیش کرنے کے علاوہ سندھی ادب کے صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی، پشتو کے عظیم شاعر خوشحال خاں خٹک، وادی مہران کے ہفت زبان شاعر سچل سرمست سے بھی بچوں کو متعارف کرایا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحانہ فاضلی ایک غیر متعصب پاکستانی مسلمان ہیں جن کے پیش نظر محسن انسانیت کا آخری خطبہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سب مسلمان برابر ہیں.... اگر کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

اس مجموعہ کا تیسرا حصہ خدمت و محبت وطن کے نغموں پر مشتمل ہے۔ صحانہ فاضلی کہتی ہیں:-

اپنے وطن کی خاطر بچو !
 اچھے اچھے کام کرو
 اس کی خدمت میں عظمت ہے
 اونچا اس کا نام کرو تم

۱۴ اگست یعنی یوم آزادی پاکستان کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نہایت جذباتی انداز میں کہتی ہیں:-

اس دن ہم آزاد ہوئے تھے
 رنگِ طرب سے شاد ہوئے تھے
 آزادی کے دیپ جلے تھے
 سبے ہوئے سارے کوچے تھے

"احساس کی زبان" میں بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت کرتی ہیں:-

اس میں اُنس و محبت سے رہنا

یہ محبت بھرا گلستاں ہے

نفرتوں سے اسے پاک رکھنا

زندگی کا یہی اک نشان ہے

وہ پاکستان کی محبت میں سرشار ہیں:-

اک شاہرہ کا ہکشاں ہے مرا وطن

روشن سرزمین و زماں ہے مرا وطن

"سوہنی دھرتی"، "چمکتی چاندنی"، "ہمارا وطن" جیسی نظموں میں پاکستانی بچوں بلکہ

بڑوں کے دل میں بھی جذبہ قومی اجاگر کرتی ہیں:-

ساتھیو! ہم نفسو! عزمِ جواں لے کے چلو

تم ہی اس ملک کی تقدیر بنا سکتے ہو

اپنے احساس کی تصویر بنا سکتے ہو

ہر حسیں خواب کی تعبیر بنا سکتے ہو

ساتھیو! ہم نفسو! عزمِ جواں لے کے چلو

لیکن پیارے وطن پاکستان کے موجودہ حالات پر ان کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ اپنی نظم

"عرض احوال" میں وہ دلبرداشتہ ہو کے انتہائی کرب سے کہتی ہیں کہ فی زمانہ:-

بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے

یہ محبت نے روپ دھارا ہے!

موت کا ہر طرف اندھیرا ہے

خون میں ڈوبا ہوا سویرا ہے

ہر گلی کوچہ کوئے قاتل ہے

آج گھر گھر میں رقصِ بسمل ہے

پھول مسکرائے

پھر بارگاہ الہی میں دست بدعا ہیں :-

اب تو مالک مرے کرم کر دے
اپنی چاہت سے سب کا دل بھر دے
نور ایماں کا دل میں یوں بھر دے
دور شیطان کے جال سے کر دے

(آمین)

آخر میں میری دعا ہے کہ ان کا یہ مجموعہ قوم کے بچوں اور بڑوں کے لئے نشان راہ ثابت ہو اور ان کے دل محبت الہی اور محبت رسول سے سرشار ہو جائیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار اور اسلامی شعار کا جیتا جاگتا مجسمہ اور قوم و ملک کے سچے خادم بن جائیں۔ (آمین ثمہ آمین)

پروفیسر عاتکہ بیگ



”منفرد لب و لہجہ“

یوں تو رحمانہ تبسم فاضلی کی شخصیت اور فن دونوں ہی تفصیلی مضمون کے متقاضی ہیں۔ لیکن میرے نئے منصب کی نئی ذمہ داریوں نے مجھے اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ میں غور و فکر کے ساتھ ان کے کلام کا مطالعہ کر سکوں۔ جستہ جستہ کچھ پڑھا ہے اسی کی بناء پر یہ چند سطور تحریر کر رہی ہوں۔ رحمانہ تبسم فاضلی دنیائے نعت میں ”مہکتے حرف“ ”خطیب الامم“ اور ”روشنی کے سلسلے“ کے ذریعے جب داخل ہوئیں تو قارئین کو ان کے درد مند دل، ان کے عشق رسول کی گہرائی اور سب سے بڑھ کر ان کے نئے اور منفرد لب و لہجے کا احساس ہوا۔

ان کا تازہ ترین مجموعہ ”پھول مسکرائے“ خصوصیت سے بچوں اور بچیوں کے لئے لکھا گیا ہے اور یہ انشاء اللہ بچوں کے ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ثابت ہوگا اس مجموعے میں حمد و نعت کے علاوہ مختلف مذہبی عنوانات سے متعلق کچھ زبان زد عام قصوں کو بھی منظوم کیا گیا ہے جو ہم نے اپنے بزرگوں سے سنے اور پڑھے بھی ہیں۔ اس کے علاوہ پیارے وطن پاکستان کے بارے میں نہایت سادہ اور دلنشین انداز میں نہایت موثر باتیں کہی گئی ہیں۔ ایک حصہ مشاہیر سے بھی متعلق ہے۔

رحمانہ تبسم فاضلی نے بڑی مترنم بحروں میں چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھی ہیں اور ان نظموں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جذبہ پوری سچائی کے ساتھ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ نظموں میں اتنی خوبصورت مصوری کی گئی ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے مثلاً ان کا وطن پر یہ نغمہ دیکھیے۔

پھول مسکرائے

دل کشی جس میں صبح ازل کی
دل بری جس میں کھلتے کنول کی
نغمگی سی مرصع غزل کی

کتنا پیارا ہمارا وطن ہے
سبحانہ تبسم فاضلی نے اس میں محاکاتِ تشبیہہ کا کیا خوب حق ادا کیا ہے گویا ہر منظر کو
مصور کر دیا ہے۔ ان کی نظم "اسلام کے سپاہی" کا یہ بند دیکھیے۔

خالد ہوں وہ کہ موسیٰ، طارق ہوں یا قتیبہ
جنگوں کا سیفِ حق سے بدلا انہوں نے نقشہ

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

یہاں اپنے عہد کے نامور سپہ سالاروں کا ذکر کر کے بچوں کی کردار سازی کا کیا
حسین انداز اختیار کیا ہے۔ بچوں کے ادب میں اس کی مثال مشکل ہی سے کہیں ملے گی

سبحانہ نے مروج بحروں کے علاوہ ایک رکن کو گھٹا کر ایک نئی بحر وضع کی ہے جو
ایک اجہادی شان کا درجہ رکھتی ہے، مجھ سے تو کیا؟..... اس کی داد انہیں صاحبان علم
دفن سے بھی ملے گی۔ میں اپنے اس قول کی سند کے لئے ان کی نظم "سلسلہ رنگ و بو کا"
سے دو شعر پیش کر رہی ہوں۔

ذره	ذره	وطن	کا
روکش	کہکشاں	ہے	
تیرے	ہونٹوں	کی	لالی
سرخ	داستاں	ہے	

سبحانہ نے تین مذہبی اداروں (اقراء روضتہ الاطفال مدرستہ البنات، جامعہ ابی بکر
سے متعلق نظم و نثر کے ذریعے بچوں کی توجہ دینی علوم کی طرف مبذول کرائی ہے اس
کے علاوہ سرسید کالج پر ایک خوبصورت نظم لکھ کر قوم کی بچیوں کو سرسید کالج کی تاریخ

سے روشناس کرایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مذہب اور وطن سے اس قدر لگاؤ رکھنے والی اس شاعرہ کی کچھ نظموں کو درسی کتابوں میں شامل کر کے نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کا اہم فریضہ بھی انجام دیا جائے گا۔

پروفیسر عقیلہ تنویر
پرنسپل سرسید گورنمنٹ گرلز کالج
ناظم آباد



”بچوں کے ادب میں گرانقدر اضافہ“

بہکانہ تبسم فاضلی میری اچھی ساتھی، دوست اور چھوٹی بہن کی طرح ہیں۔ سادہ پر خلوص اور باوقار بہکانہ ایک اچھی استاد ہیں۔ بحیثیت نعت گو شاعرہ بہکانہ نے کالج کی مختلف محفلوں میں اپنا کلام پیش کر کے متعارف کروایا۔ اور جب ان کے تین مجموعے ”مہکتے حرف“، ”روشنی کے سلسلے“ اور ”خطیب الامم“ منظر عام پر آئے تو بحیثیت شاعرہ وہ مشہور ہوئیں۔ میں نے انہیں پڑھا، پسند کیا۔ بلاشبہ قرآن و احادیث پر ان کا مطالعہ وسیع اور اشعار کا معیار مقصدیت کے اعتبار سے بلند تھا جس کے لئے وہ مبارک باد کی مستحق ہیں۔

بہکانہ تبسم فاضلی کی تازہ ترین قابل ستائش کوشش ان کا بچوں کے لئے مجموعہ کلام ”پھول مسکرائے“ ہے۔ جو بچوں کے لئے تخلیق کئے گئے ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ دنیا کے ہر معاشرے میں ادب نہ صرف حالات کا ترجمان ہوتا ہے بلکہ تعمیری مقاصد کی بھی تکمیل کرتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت بہکانہ نے خوبصورت نظموں اور نغموں کا مجموعہ بچوں کی عمر، ذہنی سطح اور دلچسپی کی مناسبت سے تخلیق کیا ہے جس میں بچوں کی شخصیت کے مثبت یا تعمیری پہلو کو اہمیت دی ہے۔

بچپن کا دور شخصیت کی تعمیر میں سب سے اہم ہوتا ہے کیونکہ ذہنی لچک کے سبب بچہ ماحول کے اثرات تیزی سے قبول کرتا اور اپنی شخصیت کو مثبت یا منفی انداز میں ڈھالتا چلا جاتا ہے۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ پاکستان میں بچوں سے متعلق ادب کم تخلیق ہوا اور اسے صرف پریوں، شہزادیوں کی کہانیوں یا جنوں، بھوتوں کے قصوں تک محدود رکھا گیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ نیکی اور بہادری کی داستانیں گھڑ کر بچوں کی

اصلاح یا انہیں سبق سکھانے کی کوشش کی گئی۔ یہ باتیں آج کے دور کے تقاضوں پر نہ ہی پوری اترتی ہیں اور نہ ہی بچوں کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز بن سکتی ہیں زندگی سے متعلق اہم تصورات اور حقائق کو بچوں کی عمر اور ذہنی سطح کے مطابق دلچسپ انداز میں پہنچانا مفید نتائج برآمد کرتا ہے۔ لہذا نے اسی مقصد کے تحت لکھا ہے اور مجھے یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ وہ اپنی کوشش میں بڑی حد تک کامیاب ہوئی ہیں۔

لہذا تبسم فاضلی نہ صرف ایک اچھی شاعرہ ہیں بلکہ بحیثیت اچھی ماں اور استاد بچوں کے مزاج سے واقف بھی ہیں اور بچوں کی شخصیت کی مثبت تعمیر کا کام شاعری سے لینا چاہتی ہیں۔ لہذا تبسم نے اپنی زندگی کو اشاعتِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

ان کے آگے ایک بلند مقصد حیات ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کا آغاز وہ بچوں تک دینی و دنیاوی اہم معلومات کو پہنچا کر رہی ہیں۔ جس طرح ایک ننھی سی کونپل کو نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے اور آگے چل کر یہی کونپل نناور، سایہ دار درخت بن جاتی ہے۔ لہذا نے اپنی شاعری سے ننھے ذہنوں کی آبیاری کی کوشش کی ہے تاکہ بڑے ہو کر وہ اپنے دین کے لئے اپنے وطن کے لئے اپنی قوم کے لئے مضبوط، مستحکم اور عظیم افراد بنیں۔

دینی و دنیاوی معلومات کو لہذا نے سادہ، موثر اور دلنشین انداز میں چھوٹی بحر والی نظموں میں پیش کیا ہے۔ موضوعات کو بچوں کی مناسبت سے منتخب کیا اور انداز بجائے پند و نصائح یا تنبیہ کے پیار سے سمجھانے کا اختیار کیا ہے۔ جو مجھے یقین ہے بچوں اور بڑوں دونوں میں مقبول ہوگا۔ بعض نظموں میں انتہائی غور طلب فلسفے اور معاملات کو بڑی سادگی سے بچوں تک پہنچا دیا ہے۔ مثلاً خدا کی ہدایت اور وحدانیت کا عقیدہ یوں سمجھا دیا کہ

ساری دنیا ہی آنی جانی ہے صرف اللہ ہی غیر فانی ہے

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

اور آخری مصرعے کی گردان بچوں کے لئے مترنم انداز اختیار کر کے ذہن نشین ہو سکتی

بہکانہ تبسم فاضلی کی بچوں کے لئے نظموں میں "مشکل کشا" ایک شاہکار نظم قرار دی جاسکتی ہے جو بچوں تک خدائے بزرگ و برتر کے مقتدر اعلیٰ ہونے اور بندوں کی ہر مشکل میں مددگار ہونے کی دلالت کرتی ہے جس سے بچوں کے ذہن تک یہ بات پہنچتی ہے کہ جو بھی مدد مانگی جائے وہ صرف خدا سے مانگی جائے۔

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ

تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ

یوں محسوس ہوتا ہے کہ معصوم بچے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے ہیں۔

بہکانہ تبسم کی اور نظموں جن میں ارکان دین اور احکامات الہی کو سادہ زبان میں ان تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے ان کا انداز بہت منفرد اور موثر ہے۔ راہ حق، اہل علم رزقِ حلال کی برکات، جہاد کی فضیلت، شہید کا مرتبہ، انسان دوستی اور بڑوں کا ادب، ایسے موضوعات ہیں جن میں بہکانہ نے بجائے نصیحت آموز پیرائے کے عام گفتگو کے انداز کو اپنایا ہے مثلاً

علم ہی سے جہاں کی زینت ہے

علم ہی دو جہاں کی دولت ہے

بچوں میں علم سے لگاؤ بڑھا سکتا ہے۔ ارکانِ اسلام قرآن پاک اور منزل بچوں کے لئے بے انتہا افادی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ جبکہ رحمتِ دو جہاں ہے ذات ان کی، بچوں تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ کا تصور بحیثیت نمونہ زندگی نہایت خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے اس کے علاوہ بھی بہت سے دینی موضوعات کو بہکانہ تبسم نے اپنی خوبصورت شاعری کے قالب میں ڈھال کر بچوں تک پہنچایا ہے جو ان کی ذہنی سطح کے عین مطابق ہے اور دلچسپ بھی۔

بہکانہ تبسم فاضلی کی نظموں کا دوسرا حصہ دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اپنے مجموعہ کلام

میں شاعرہ نے دین و دنیا دونوں کو یکجا کر لیا ہے کیونکہ اسلام میں دنیا اور آخرت میں کوئی دوئی یا تضاد نہیں ہے اور جب دنیا کی بات کی جائے تو سب سے پہلے اپنا وطن، سرزمین پاک پیش نظر ہوتا ہے۔

آزادی کا تصور، تحریکِ پاکستان، تشکیلِ پاکستان کے ساتھ آزادی کی جدوجہد میں قائدین کا کردار خاص طور سے قائدِ اعظم کا مختصر تعارف کہ

جہد و عمل کا پیکر تھا وہ

اپنا ایسا رہبر تھا وہ

مردِ آہن قائدِ اعظم

دھرتی کا دھن قائدِ اعظم

بچوں تک قائدِ اعظم کی عظیم شخصیت کے کئی پہلو اجاگر کرتا ہے۔ اس کے ساتھ شاعر مشرق علامہ اقبال کا تعارف کہ۔

وہ اک سچا شاعر ہے

علامہ اقبال کی نظموں کے پیغام کو بچوں میں محترم بنا دیتا ہے۔ اقبال نے جو آزادی کا تصور پیش کیا۔ ۱۳ اگست پاکستان کی صورت میں ایک اٹل حقیقت بن کر ابھرا۔

ہمارا پیارا وطن پاکستان جس کے دلفریب نظاروں، حسین وادیوں اور روح پرور فضاؤں کا ذکر جن شاعروں نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ نہ جانہ تبسم نے انہیں بچوں سے متعارف کر کے اپنے وطن سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ بھٹائی، سچل سرمست اور خوشحال خاں خٹک سرزمینِ وطن کے وہ درخشاں ستارے ہیں جنہوں نے وطن کے گوشے گوشے میں اپنے کلام سے روشنی پھیلانی۔ مادیت پرستی کے اس دور میں ان کا کلام بچوں اور بڑوں دونوں کے لئے روحانی اور نفسیاتی تسکین کا باعث ہے۔

میں نہ جانہ تبسم فاضلی کے اس جذبے کی بھی تعریف کروں گی کہ انہوں نے بچوں تک پاکستان کے چند ایسے اداروں اور ان سے منسلک بے لوث خدمات انجام دینے والی عظیم ہستیوں کے نام پہنچائے ہیں جن سے ہمارے بے شمار بچے واقف نہ ہوں

پھول مسکرائے

گے کیونکہ آج کل ہر طرف مغربی طرز کے اداروں کا شہرہ ہے اور خود والدین اس بات کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ان کے بچے ان نام نہاد اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں اور ان کی تہذیب اپنائیں اور بچے تو معصوم ہوتے ہیں۔ ہم انہیں جس راستے پر چلانا چاہتے ہیں وہ چل پڑتے ہیں۔ یہ سچا نہ ان کی راہبری کی کوشش کی ہے۔

اور آخر میں میں یہ سچا تبسم فاضلی کو بچوں کے لئے مجموعہ کلام تخلیق کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں بلاشبہ ان کا یہ مجموعہ بچوں کے ادب میں خوشگوار اضافہ ہے۔ اس دعا کے ساتھ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ، (آمین)

پروفیسر فہمیدہ مسعود احمد



”جائزہ“

ہماری عزیز و محترم دوست محترمہ سبحانہ تبسم فاضلی کی دین و علم سے محبت اور لفظ و بیان کی آگہی سے ہم سب بخوبی واقف ہیں۔ ان کے کلام کے کئی مجموعے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے عشق کے آئینہ دار ہیں، منظر عام پر آکر اہل دل اور صاحبان ذوق سے بھرپور داد پا چکے ہیں۔

زیر نظر مجموعہ ”پھول مسکرائے“ بچوں کے لئے کہی گئی ان نظموں پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے بچوں میں دینی اور ملی تشخص ابھارنے کی بڑی خوبصورت کوشش کی ہے۔ بچوں کے لئے لکھنا غالباً بلکہ یقیناً بڑا دشوار اور نازک کام ہے۔

سادہ، سہل اور موثر طرز بیان کے ساتھ ساتھ فکر کی خلاق اور مشاہدہ، مطالعہ کی گہرائی درحقیقت اعلیٰ فن کی تخلیق میں بڑی اہمیت کی حامل ہے اور سبحانہ اس ہنر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خاص طور پر جب انہوں نے قوم، وطن کے محسنین اور اکابرین اور شخصیت ساز اداروں کا تذکرہ کیا ہے۔

وہ امن و محبت کے نغمے بھی گاتی ہیں۔ اور جہد و عمل کی ترغیب بھی دیتی ہیں۔ احساس و فکر کو بھی بدلنا چاہتی ہیں اور ماحول کو بھی

ملک	میں	ایسی	فضا	قائم	کرو
وہ	محبت	وہ	وفا	قائم	کرو
پھر	شریعت	عام	ہو	جائے	یہاں
یوں	نظام	مصطفیٰ	قائم	کرو	

(نظام مصطفیٰ)

پھول مسکرائے

تم یہ ناسازیٰ حالات بدل کر رکھ دو
دہر میں گردشِ آفات بدل کر رکھ دو
تیرہ بختی کے یہ لمحات بدل کر رکھ دو

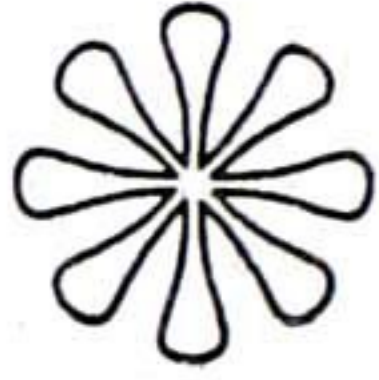
ساتھیو! ہم نفسو! عزمِ جوان لے کے چلو
(عزمِ جوان لے کے چلو)

عزم و یقین کی دولت دی ہے
آزادی سی نعمت دی ہے

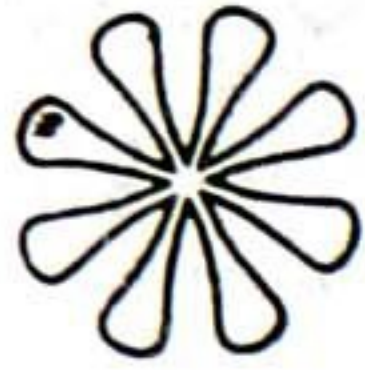
مردِ آہن قاندا عظیم
دھرتی کا دھن قاندا عظیم
(قاندا عظیم)

پروفیسر طیبہ سلطانہ





نور و نکیت
روپ میں سارے خالق کے
پتنبہر پھول





اچھی اچھی باتیں ہیں
پیاری پیاری باتیں ہیں

بات میں اک پیغام بھی ہے
سیدھی سچی باتیں ہیں

بچو پڑھ کر خوش ہو گے
ایسی ستھری باتیں ہیں

نور ہے اس میں خالق کا
پیارے نبی کی باتیں ہیں

رنگِ تبسم ہے اس میں
صبحِ طرب کی باتیں ہیں

ooo

”حمدِ باری تعالیٰ“

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

سب کی بگڑی وہی بناتے ہیں

بت نئی نعمتیں کھلاتے ہیں

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

اُن کا احسان عام ہے سب پر

اُن کا فیضان عام ہے سب پر

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

جو وہ کہتے ہیں وہ ہی کرتے ہیں

کتنے اچھے ہیں کتنے سچے ہیں

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

خاک کو کیسا بناتے ہیں

سبزہ و گل وہی اُگاتے ہیں

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

صرف اللہ ہی غیر فانی ہے

ساری دنیا ہی آنی جانی ہے

کتنے پیارے ہیں اپنے اللہ جی

”مہربان آقا“

کس قدر مہربان آقا ہے
درگذر سے جو کام لیتا ہے

رحم کرتا ہے اپنے بندوں پر
سب خطائیں معاف کرتا ہے

ان سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا
پیار کرتا ہے پیار والا ہے

وہ ہے یکتا بھی اور مثالی بھی
اس کا انداز ہی نرالا ہے

○

”مشکل کشا“

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
 تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
 جو بھی مانگا ہے تجھ سے مانگا ہے
 جب بھی مانگا ہے تجھ سے پایا ہے

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
 تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
 آگ نمرود کی بجھاتا ہے
 آگ کو گلستاں بناتا ہے

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
 تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
 سب کی بگڑی بنائی ہے تو نے
 راہ سیدھی دکھائی ہے تو نے

تو ہی مشکل کشا ہے یا اللہ
 تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ
 رستہ طوفان میں بنایا ہے
 اور طوفان سے بچایا ہے

تو ہی مشکل کُشا ہے یا اللہ

تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ

جس نے بھی تجھ سے لو لگائی ہے

اُس نے غم سے نجات پائی ہے

تو ہی مشکل کُشا ہے یا اللہ

تو ہی حاجت روا ہے یا اللہ

○○○





”نعتِ رسولِ مقبول“

ہے نئی شان اپنے آقا کی نام احمد بھی ہے محمد بھی
رحمتِ دو جہاں ہے ذات اُن کی

نور و نکہت سے وہ عبارت ہے ذکر اُن کا بھی اک عبادت ہے
رحمتِ دو جہاں ہے ذات اُن کی

وہ بشر ہی جہاں میں ایسا ہے خود خدا جس پہ ناز کرتا ہے
رحمتِ دو جہاں ہے ذات اُن کی

یہ نبی ہی تو فخرِ آدم ہے یہ خدا کی دلیلِ محکم ہے
رحمتِ دو جہاں ہے ذات اُن کی

یہ دعائے خلیل ہیں پجو نورِ ربِ جلیل ہیں پجو
رحمتِ دو جہاں ہے ذات اُن کی

000

”شہرِ مکہ“

مکے کی یہ زمیں ہے
 کس درجہ یہ حسین ہے
 اللہ کا یہ گھر ہے
 سجدے میں ہر جنبیں ہے
 رحمت کی بدلیاں ہیں
 رحمت یہ ہیں کہیں ہے
 دنیا ہے جس سے روشن
 یہ نورِ اولیں ہے
 یہ نور ہے خدا کا
 دل سے ہمیں یقین ہے
 گو دور ہے نظر سے
 دل سے مگر قریں ہے
 کہتے ہیں جس کو مکہ
 جنت سے کم نہیں ہے

○○○

قطعات

”شہرِ مدینہ“

مدینہ دیکھ کے آئی ہوں جب سے
 خیالوں میں مدینہ بس گیا ہے
 کہ اب ”تو جگتے سوتے تبسم“
 مرا دل بھی مدینہ دیکھتا ہے

ooo

مدینے کے انوار سب سے جدا ہیں
 یہاں کے شب و روز بھی دل رُبا ہیں
 جمالِ محمد کی تصویر ہے یہ
 یہاں خارِ خوشبو میں گل سے سوا ہیں

ooo

”ارکانِ دین“

کلمہ ، نماز ، روزہ ، زکوٰۃ و جہاد و حج
 اے مومنو ! سمجھ لو یہ ارکانِ دین ہیں
 ان پہ عملِ ضروری ہے دینِ مبین میں
 فرمانِ رب بھی ، بھی حصنِ حصین ہیں

ooo

”ایمان کی علامت“

نام	جس	کا	جہاد	ہے	بچو
بھی	ایمان	کی	علامت	ہے	ہے
ظلمتِ	کفر	میں	تبسم	یہ	یہ
روشنی	ہی	کی	ایک	صورت	ہے

ooo

”قرآنِ پاک“

یہ خدا کا کلام ہے بچو
اس کا اعلیٰ مقام ہے بچو

اس کا پڑھنا بھی اک عبادت ہے
اس کا سننا بھی حق کی چاہت ہے

یہ ہمارے نبی پہ اُترا ہے
نورونکہت میں ڈھل کر ابھرا ہے

علم و حکمت کا یہ خزانہ ہے
اس کا ہر لفظ عارفانہ ہے

جو بشر یہ کلام پڑھتا ہے
وہی جنت کی سمت بڑھتا ہے

○○○

”راہِ حق“

اللہ کے کلام کو دل میں اُتار لو
آیاتِ کبریا کو اس انداز سے پڑھو

سیرتِ رسولِ پاک کی پیشِ نظر رکھو
ہر لمحہ زندگی میں اسی پر عمل کرو

جو راہِ حق دکھائی ہے تم کو حضور نے
لازم ہے تم پہ یہ کہ اسی راہ پر چلو

جنت کو راہِ حق بھی جاتی ہے جان لو
رب سے بشر کو بس یہ ملاتی ہے جان لو

”اہلِ علم“

خالق نے یہ خلیل سے فرمایا اے خلیل
میں ہوں علیم ، علم کا میں قدردان ہوں
دل سے عزیز رکھتا ہوں میں اہلِ علم کو
میں علم و آگہی کا خود ایسا جہان ہوں

000

دل میں خوفِ خدا جو رکھتے ہیں
وہی بندے ، تو علم والے ہیں
خود خدا اُن کے حق میں کہتا ہے
یہ ہی بندے تو مجھ کو پیارے ہیں

000

”رزقِ حلال“

وہ جو رزقِ حلال کھاتے ہیں
اُن کے دل ہی تو نرم ہوتے ہیں
یہ ہی وہ لوگ ہیں تبسم جو
دوسروں کے غموں پہ روتے ہیں

000

کھاؤ رزقِ حلال تم بچو!
 یہ ہی خوبی تو عین راحت ہے
 اپنے رب کا بھی حکم ہے یہ ہی
 یہ ہی پیارے نبی کی سنت ہے

○○○



”نظامِ مصطفیٰ“

ملک میں ایسی فضا قائم کرو
 وہ محبت وہ وفا قائم کرو
 پھر شریعت عام ہو جائے یہاں
 یوں نظامِ مصطفیٰ قائم کرو

ooo

بس نظامِ مصطفیٰ میں ہے بقا
 جب نظامِ مصطفیٰ آ جائے گا
 پھر سکوں کا سانس لے گا ہر بشر
 ربِ عالم رحمتیں برسائے گا

ooo

”جنت محل“

وہ جو اللہ نے بتایا ہے
اُس کو جس نے عمل بنایا ہے

درحقیقت وہی تو ہے مومن
جس نے نورِ یقین پایا ہے

راہِ حق میں جو دکھ اٹھاتا ہے
وہ ہی جنت محل میں جاتا ہے

○○○



”شوقِ جہاد“

صدیق خطبہ دینے جو منبرِ نشیں ہوئے
اُس وقت اُن سے بات یہ پوچھی بلال نے

مجھ کو جنابِ والا ذرا یہ بتائیے
آزاد مجھ کو خود سے کیا ہے جو آپ نے

اقدام آپ کا ہے یہ کیا نفس کے لئے
یا آپ نے کیا ہے یہ خالق کے واسطے

صدیق بولے سن کے یہ فوراً بلال سے
میں نے کیا ہے کام یہ اللہ کے لئے

بولے بلال پھر یہ اجازت بھی دیجئے
مجھ کو جہاد کرنے کی فرصت بھی دیجئے

صدیق نے پھر اُن کو اجازت بھی بخش دی
اُن کو جہاد کرنے کی عظمت بھی بخش دی

جو قافلہ جہاد کا تھا شام کے لئے
اُس قافلے کے ساتھ ہی یہ شام کو چلے

لیکن دمشق جا کے وہ بیمار پڑ گئے
شوقِ جہادِ دل میں تھا خالق سے جا ملے

تکمیلِ آرزو کی مسرت اُنہیں ملی
یہ موت بھی حیات کی صورت اُنہیں ملی

○○○



”مجاہد“

ترے شعور سے جاگی ہے وقت کی قسمت
 تری نظر میں ہے اس ارضِ پاک کی حرمت
 کہ دل میں تیرے خدا کا کلام رہتا ہے
 ترے لبوں پہ محمد کا نام رہتا ہے
 تجھے ہم اہلِ محبت سلام کرتے ہیں
 بصدِ خلوص ترا احترام کرتے ہیں

تری نظر نے رُخِ زندگی سنوارا ہے
 سفینہ قوم کا گرداب سے ابھارا ہے
 مہک رہی ہیں فضائیں ترے خیالوں سے
 سیاہ رات ہم آغوش ہے اُجالوں سے
 تجھے ہم اہلِ محبت سلام کرتے ہیں
 بصدِ خلوص ترا احترام کرتے ہیں

بڑھا جہاں میں ترے نام سے وقارِ وطن
 مہک اُٹھی ہے نئی شان سے نگارِ وطن
 غم و الم کی گھٹا جب وطن پہ چھائی ہے
 تری عظیم قیادت ہی کام آئی ہے
 تجھے ہم اہلِ محبت سلام کرتے ہیں
 بصدِ خلوص ترا احترام کرتے ہیں

”اسلام کے سپاہی“

اسلام دشمنوں کا پندار توڑ دیں گے
ہم سرخ آندھیوں کے ہر رخ کو موڑ دیں گے
ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی
پیشِ نظر ہیں ہر دم ماضی کی داستائیں
صرف اپنی رہنما ہیں اسلام کی مثالیں
ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی
جیتے ہیں حق کی خاطر مرتے ہیں حق کی خاطر
ہم کام اچھے اچھے کرتے ہیں حق کی خاطر
ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی
شوقِ جہاد جب بھی بیدار ہو گیا ہے
ہیبت سے دشمنِ دیں بیمار ہو گیا ہے
ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی
اپنی بہادری کی جگ میں ہیں داستائیں
تا آسمان اپنے شایبوں کی اڑانیں
ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی
سیف و قلم کے جوہر جب آئے ہم دکھانے
طاغوتی قوتوں کے ہوش آگئے ٹھکانے

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

ہم جب بڑھے ہیں لے کر اپنا ہلالی پرچم
تکبیر کی صدا سے گونجا ہے سارا عالم

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

خالد ہوں وہ کہ موسیٰ، طارق ہوں یا قتیبہ
جنگوں کا سیفِ حق سے بدلا انہوں نے نقشہ

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

اسلام کے سپاہی جب بھی کہیں بڑھے ہیں
جرات کی داستانیں ہر سمت لکھ گئے ہیں

ڈرتے نہیں کسی سے اسلام کے سپاہی

ooo



”گھائے کا سودا“

یہ واقعہ ہے جنگِ یمامہ کا دوستو
 عمار اک صحابی جو یاسر کے تھے سپر
 کان ایک کٹ چکا تھا جو لٹکا ہوا تھا وہ
 وہ کہہ رہے تھے لوگوں سے پتھر پہ بیٹھ کر

000

قدموں میں آگئی ہے جو جنت وہ آج تم
 کیوں بھلگتے ہو اس حسین جنت کو چھوڑ کر
 یہ عظمتِ بشر ہے جو ملتی ہے بخت سے
 پکھتاؤ گے تم اس سے سدا رشتہ توڑ کر

000

جس نے جہاد چھوڑ دیا خوفِ مرگ سے
 گھائے کا سودا کر لیا جنت کو چھوڑ کے



”شہید کا درجہ“

خالدولید جرأت و ہمت کا ہے وہ نام
 ہر معرکہ میں حق کے جو غازی بنے رہے
 کفار کے خلاف وہ کرتے رہے جہاد
 یہ آرزو تھی اُن کی شہادت ملے مجھے
 لیکن یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی
 آواز دی اجل نے تو خالق سے جا ملے
 کتنا بلند ہوتا ہے درجہ شہید کا
 اس آرزو سے بات یہ آتی ہے سلمنے

○○○



”سوار اور سواری“

حجرے سے اپنے لٹکے جو سلطانِ بحر و بر
اُن کو حسین کھیلتے آئے وہاں نظر

بڑھ کر رسولِ پاک نے اُن کو اٹھا لیا
پھر اپنے دوشِ پاک پہ اُن کو بٹھا لیا

یہ منظرِ جمیل جو دیکھا صحابی نے
بڑھ کر بصد ادب وہ یہ بولے حسین سے

کتنی ہے اچھی تم نے سواری جو پائی ہے
یہ ذات وہ ہے جس کی فلک تک رسائی ہے

بولے رسولِ پاکِ محبت کے جوش میں
آواز پھر یہ گونجی صحابی کے گوش میں

تم نے سواری دیکھ لی ، دیکھا ہمیں سوار
یہ وہ سوار ہے کہ سواری ہے خود نثار

ایسے سوار کم ہی سواری نے پائے ہیں
ناز اُن کے خود رسولِ خدا نے اٹھائے ہیں



”پہلی منزل“

آخرت کی پہلی منزل قبر ہے
سب سے پہلے اُس میں پوچھا جائے گا

رب ترا ہے کون اے بندے بتا
صاحبِ ایمان بولے گا خدا

عرش والا ہی مرا خالق بھی ہے
جس کی کرتا تھا عبادت میں سدا

○○○



”ہم ہیں خدا کے واسطے“

ہم نے بھی کیا کیا دکھ ہے
تیر ستم دل پہ چلے
ہم پھر بھی دیکھو چپ رہے

ہم ہیں خدا کے واسطے
ہم اُس کی مرضی پر چلے

ہم سچ کا اک پندار ہیں
ہم عزم کی تلوار ہیں
ہم ہر نفس بیدار ہیں

ہم ہیں خدا کے واسطے
ہم اُس کی مرضی پر چلے

اب ہم سے جو ٹکرائے گا
بس مات ہی وہ کھائے گا
پھر پاش پاش ہو جائے گا

ہم ہیں خدا کے واسطے
ہم اُس کی مرضی پر چلے

”چراغِ محبت“

جب اپنے جذبِ دل کا اثر ہم دکھائیں گے
راہِ وفا پہ سارے زمانے کو لائیں گے

دہرائے جن کو ساتھ ہمارے یہ کائنات
وہ نغمہ آج بربطِ دل پہ بھی گائیں گے

کر دیں جو غرقِ فرقہ پرستی کی لعنتیں
نغموں سے اپنے آج وہ طوفاں اٹھائیں گے

جو خود بھڑک کے خرمنِ نفرت کو پھونک دیں
ایسے چراغِ امن و محبت جلائیں گے

وہ قوم کے دماغ جو اب بھی ہیں محوِ خواب
اُن کے شعور و فکر و نظر کو جگائیں گے

ہر روز، روزِ عید ہو، ہر شب، شبِ برات
ماحول اپنے ملک میں ایسا بنائیں گے

ہر ایک لب پہ امن و محبت کا ذکر ہو
دنیا کو اس خلوص کے مرکز پہ لائیں گے

آزادیٰ وطن پہ تبسم بصد خلوص
جی بھر کے آج اشکِ عقیدت لٹائیں گے

000



”منزل“

زندگی کے بار کو ہنس کر اٹھانا چاہیے
نغمہ توحید سازوں پہ گانا چاہیے

ترجمے کے ساتھ ہی پڑھ پڑھ کر کتاب اللہ کو
دینِ حق کو زیست کی منزل بنانا چاہیے

رب کے احکامات کو اپنے عمل میں ڈھال کر
زندگی کو پیدار کے قابل بنانا چاہیے

تم کو جس عالم میں رکھے مالکِ کون و مکاں
حرفِ صبر و شکر بس ہونٹوں پہ آنا چاہیے

تم کو جو کچھ مانگنا ہے اپنے رب سے مانگ لو
اک سوالی کی طرح اس در پہ آنا چاہیے

جب مدینہ تم کو لے آئی ہے قسمت دوستو!
راستہ گھر لوٹنے کا بھول جانا چاہیے

یہ مدینہ کی فضا قسمت سے ہوتی ہے نصیب
اس مہک سے گلشنِ جاں کو سجانا چاہیے

یہ سمجھ لو مہرباں ہے رحمتِ پروردگار
نعت کی صورت میں حالِ دل سنانا چاہئیے

پھر خدا معلوم یہ لمحے ملے بھی یا نہیں
ایسا لمحہ عشقِ آقا میں بتانا چاہئیے

اے تبسم جس میں فرمانِ خدا تحریر ہو!
نور وہ ہی دیدہ و دل میں بسانا چاہئیے

○○○



”ہمسایہ“

اچھا ہمسایہ ایک نعمت ہے،
یہ بھی انسان کی ضرورت ہے

جو ہمارے نبی نے فرمایا
وہ ہی ایمان بن گیا اپنا

وہ جو عبداللہ اک صحابی تھے
جن سے رب کے رسول راضی تھے

ایک بکری کہ جب کئی گھر پر
آپ اس وقت گھر سے تھے باہر

آپ جس وقت اپنے گھر آئے
گھر کے لوگوں سے آپ یہ بولے

کیا پڑوسی کو گوشت بکھوایا
وہ یہودی ہے یہ جواب ملا

کیا ہوا وہ اگر یہودی ہے
وہ یہودی بھی اک پڑوسی ہے

قول اُس دم نبی اکرم کا
بے ارادہ زبان پر آیا

وہ ہو مسلم کہ غیر مسلم ہو
اپنے ہمسائے کا خیال رکھو

پھر یہودی کو گوشت بکھوایا
بعد میں اپنے گھر میں پکھوایا

○○○



”ماں کی دعائیں“

ماں کی دعائیں لے لو جنت کی یہ ہوا ہے
جگ مگ اسی کے دم سے جگ میں رہِ وفا ہے

ماں کی دعا سے غنچے اُمید کے کھلے ہیں
ماں کی دعا سے رتبے ہر شخص کو ملے ہیں

جس نے بھی ماں کی خدمت جانا ہے فرض اپنا
حکمِ نبی پہ اُس نے سیکھا جہاں میں چلنا

یہ ہے حدیثِ آقا ہر شخص مانتا ہے
اجر و ثواب اُس کا کیا ہے یہ جانتا ہے

زندہ نبی کی سنت جو شخص بھی کرے گا
اُس کو ہی آخرت میں رتبہ بڑا ملے گا

○○○



” بڑوں کا ادب ”

اک دن کی بات ہے کہ رسولِ خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت صدیق اور عمر

فرمایا آپ نے کہ بتاؤ ذرا مجھے وہ کون سا درخت ہے روئے زمین پر

جس کو خزاں کے جھونکے ساتے نہیں کبھی ہر سال جس پہ آتا ہے بے نسبتا ثمر

دونوں سوال سن کے یہ خاموش ہو گئے کوئی جواب اس کا یہ دونوں نہ دے سکے

بیٹھے ہوئے تھے پاس ہی عبداللہ بن عمر وہ یہ سمجھ گئے یہ یقیناً کھجور ہے

پاسِ ادب تھا آپ بھی خاموش ہی رہے معلوم جب ہوا یہ عمر کو تو خوش ہوئے

تم پر یہ فرض ہے کہ بڑوں کا ادب کرو
خدمت ہر اک بزرگ کی تم بے طلب کرو

سرخم کئے سدا ہی رہو اُن کے سامنے
آواز مت بلند کرو اُن کے سامنے

ooo



”استاد کا ادب“

اپنے اُستاد کا ادب کرنا
 اُن سے علم و ادب طلب کرنا
 ایک خدمت ہے اک عبادت ہے
 یہ وہ خدمت ہے جس میں عظمت ہے
 باپ جیسا ہی اُس کا درجہ ہے
 والدِ معنوی یہ ہوتا ہے
 جس نے اُستاد کی اطاعت کی
 اُس نے دنیا پہ بس حکومت کی
 یہ بھی اک بادشاہ کا قصہ ہے
 آج تاریخ کا حصہ ہے
 اپنے اُستاد کی وہ خدمت کو
 اپنے اُستاد کی اطاعت کو
 اپنا اک فرض وہ سمجھتا تھا
 خود پہ اک قرض وہ سمجھتا تھا
 رنگِ خدمت میں اتنا بھرتا تھا

جوتیاں تک وہ سیدھی کرتا تھا
 یہ دعاؤں نے رنگ دکھلایا
 اُس کو قدرت نے تاج پہنایا
 ایسی عزت بڑھی زمانے میں
 لکھا تاریخ نے فسانے میں

○○○



”ماں کی خدمت“

ماں کی خدمت میں لطف و راحت ہے
 ماں کا درجہ بلند ہے سب سے
 جس نے بھی اپنی ماں کو خوش رکھا
 ایک سنت کو اُس نے زندہ کیا
 ایک صوفی منش تھے شاہِ شرف
 روئے خدمت تھا جن کا ماں کی طرف
 آپ جب ایک چھوٹے بچے تھے
 ماں کی خدمت میں پھر بھی بچے تھے
 اُن کو ماں سے بڑی محبت تھی
 اُس محبت میں اک عقیدت تھی
 ماں کی عزت وہ اتنی کرتے تھے
 جو مثالوں میں لوگ لکھتے تھے
 رات کے وقت ماں کو پیاس لگی
 اپنے بستر پہ جب وہ لیٹی تھی
 اُس نے اُن سے کہا کہاں ہو آؤ
 پیاس مجھ کو لگی ہے پانی لاؤ
 ماں کی آواز سنتے ہی دوڑے

پانی پھر ماں کے واسطے لائے
 اور جب ماں کو نیند میں دیکھا
 رات بھر اُس کا انتظار کیا
 ماں نے جب اپنی آنکھ کو کھولا
 اپنے بیٹے کو پاس ہی دیکھا
 اپنے فرزند کی بلائیں لیں
 اور اُن کو بڑی دعائیں دیں
 ماں کی خدمت کلیدِ راحت ہے
 اُس کے قدموں کے نیچے جنت ہے

ooo



”السان دوستی“

السانیت سے انس و محبت بھی چاہیے
ہے زیست کا نکھار، یہ نعمت بھی چاہیے

حکم خدا کے ساتھ یہ سنت نبی کی ہے
مظلوم زندگی کی حمایت بھی چاہیے

جو دل میں زندگی کی نئی روح پھونک دے
ماضی کی وہ حسین روایت بھی چاہیے

جو تلخی حیات میں شیرینی گھول دے
وہ خلق، وہ وفا، وہ مروت بھی چاہیے

اپنی انا پسندی کا ہر خول توڑ کے
ایثار اور خلوص کی دولت بھی چاہیے

اللہ اور رسول کی طاعت اسی میں ہے
مخلوق سے خدا کی محبت بھی چاہیے

کچھ بھی کہے زمانہ تبسم یہ زیست ہے
جب فرضِ عین ہو تو شہادت بھی چاہیے

”علم“

علم ہی سے جہاں کی زینت ہے
 علم ہی دو جہاں کی دولت ہے
 یہ خیال و نظر کی جنت ہے
 یہ شگفتہ دلوں کی نکہت ہے
 جس کو کوئی پُرا نہیں سکتا
 علم دنیا کی ایسی دولت ہے
 لوٹ سکتا نہیں جسے رہزن
 یہ وہ سرمایہٴ لطافت ہے
 گلستانِ حیات میں اب بھی
 اس کے ہی دم سے رنگ و نکہت ہے
 اس نے ڈالی ہے کہکشاں پہ کمند
 چاند تاروں تک اس کی عظمت ہے
 غالب و میر جس کے شیدائی
 فکرِ اقبال کی یہ عظمت ہے
 اس نے سقراط کو جلا بخشی
 یہ ارسطو کے دل کی دولت ہے

پھول مسکرائے

اس نے ٹیگور کو کیا ٹیگور
یہی نذر کی قدر و قیمت ہے

رنگِ حافظ میں ہے جھلک اس کی
نقشِ خیام کی یہ قسمت ہے

یہ وہ نقدِ ہمز ہے جس کے سبب
ملٹن و شیکسپیر کی عزت ہے

رنگِ محلوں کی پہلے زینت تھا
آج ہر شخص کی ضرورت ہے

یہ نہ ہوتا تو بات کچھ بھی نہ تھی
آدمی کی حیات کچھ بھی نہ تھی

ooo



”بچے“

پھول جیسے یہ بچے ہوتے ہیں
بے غمی کو یہ لے کے سوتے ہیں

آپ بچوں سے پیار کرتے تھے
جان اپنی نثار کرتے تھے

خود ہی پہلے سلام کرتے تھے
اس قدر احترام کرتے تھے

پیارے ہوتے ہیں یوں تو سب بچے
اچھے ہوتے ہیں یوں تو سب بچے

غمِ انساں کو یہ مٹاتے ہیں
روح میں زندگی جگاتے ہیں

پیار بچوں سے جو ہمیں کرتے
اپنے خالق سے وہ ہمیں ڈرتے

ooo

”ملک ہے پیارا پاکستان“

اپنے وطن کی خاطر بچو !
 اچھے اچھے کام کرو تم
 اس کی خدمت میں عظمت ہے
 اونچا اس کا نام کرو تم



”۲۳ مارچ“

۲۳^ع سب سے
 تو ہی مارچ ہی تو
 تاریخ ساز دن ہے
 یہ ہی تو دن ہے ایسا
 جو مایہ ناز دن ہے

000

اس دن ہی فضلِ حق نے
 شمعِ وفا جلائی
 اس دن ہی کو قیادت
 قائد کی رنگ لائی

000

لاہور سے اسی دن
 تحریک وہ اٹھی تھی
 بن کر دھنک جو سارے
 عالم پہ چھا گئی تھی

000

اس دن کو تم بھی بچو !
 اب شان سے منانا
 جذبے مجنتوں کے
 ماحول میں رچانا

ooo

اس دن کی یاد اپنے
 دل میں بسائے رکھنا
 ہر شمع آرزو کی
 لو تم بڑھائے رکھنا

ooo



”۱۴ اگست“

اس دن ہم آزاد ہوئے تھے
 رنگِ طرب سے شاد ہوئے تھے
 آزادی کے دیپ جلے تھے
 بچے ہوئے سارے کوچے تھے
 بچو ! تم بھی دیپ جلانا
 ہر دل کو خوشیوں سے سجانا
 پاک وطن کا ذرہ ذرہ
 سورج جیسا چمک رہا تھا
 پاک وطن کی عظمت کو اب
 بچو ! ہر ہر گام بڑھانا

ooo



”آزادی“

آزادی اک نعمت ہے
 بچو ! اس کی قدر کرو
 وقت پڑے تو اس پر تم
 جان سی شے بھی نذر کرو

000

آزادی وہ دولت ہے
 مشکل سے جو ملتی ہے
 اس پہ ہوئے اسلاف فدا
 تب آزادی پائی ہے

000

آگ اور خوں سے گزرے ہیں
 جب جا کر یہ پائی ہے
 اُن کے لہو کی سرخی سے
 نور ہے یہ رعنائی ہے

000

اس کی حفاظت کرنا اب
کام تمہارا ہے بچو !
اس کے دم سے دنیا میں
نام تمہارا ہے بچو !

ooo



”شہیدانِ حق کے نام“

۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء

جن کی ضربِ حق سے ٹوٹا ہے غرورِ برہمن
جن سے تازہ ہو گئی ہیں پھر روایاتِ کہن
راہِ حق میں جان دے کر رکھ لیا نامِ وطن
ہے تروتازہ انہی کے خوں سے ملت کا چمن

ارضِ پاکستان تیرے اُن جیالوں پر سلام
طارق و محمود کی زندہ مثالوں پر سلام

جو نہ لائے کثرتِ فوجِ عدو کو دھیان میں
جو خدا کا نام لے کر بڑھ گئے میدان میں
جو رہے سینہ سپر دن رات ہر طوفان میں
دل میں جن کے عزم تھا اور جوش تھا ایمان میں

ارضِ پاکستان تیرے اُن جیالوں پر سلام
طارق و محمود کی زندہ مثالوں پر سلام

دل میں وہ جوشِ شہادت تھا جو کم ہوتا نہ تھا
دشمنوں کے سامنے سرجن کا خم ہوتا نہ تھا
معرکوں میں سرنگوں جن کا "علم" ہوتا نہ تھا
جن کو تلواروں کے سائے میں بھی غم ہوتا نہ تھا

ارضِ پاکستان تیرے اُن جیالوں پر سلام
طارق و محمود کی زندہ مثالوں پر سلام

جن کے عزم و استقامت کی جہاں میں دھوم ہے
جن کی ہمت جن کی جرأت کی جہاں میں دھوم ہے
ہر طرف جن کی شجاعت کی جہاں میں دھوم ہے
بہر حق جن کی شہادت کی جہاں میں دھوم ہے

ارضِ پاکستان تیرے اُن جیالوں پر سلام
طارق و محمود کی زندہ مثالوں پر سلام

وہ جوانانِ وطن وہ سرفروشانِ وطن
وہ مجاہد جن کے دم سے رہ گئی شانِ وطن
خود شجاعت جن پہ نازاں وہ نہالانِ وطن
جل رہی ہے جن کے دم سے شمعِ ایوانِ وطن

ارضِ پاکستان تیرے اُن جیالوں پر سلام
طارق و محمود کی زندہ مثالوں پر سلام

000



”راستہ ہے اب یہ پاکستان کی تعمیر کا“

تازہ خوں میں جذبہ حب وطن بیدار ہو
ہر جواں ملت کے حق میں آہنی دیوار ہو
وقت پڑ جائے تو مرنے کے لئے تیار ہو

راستہ ہے اب یہ پاکستان کی تعمیر کا

روز و شب محنت کریں اس کی ترقی کے لئے
نذر کر دیں جان و دل ہم اس کی ہستی کے لئے
وقف کر دیں زندگی اس کی بلندی کے لئے

راستہ ہے اب یہ پاکستان کی تعمیر کا

عشق جو کہتا ہے اُس کو صدق دل سے مان لیں
ہم ضمیرِ وقت کی آواز کو پہچان لیں
یعنی ہم اپنے وطن کے دشمنوں کو جان لیں

راستہ ہے اب یہ پاکستان کی تعمیر کا

○○○



”شاہراہِ کاہکشاں“

اک شاہراہِ کاہکشاں ہے مرا وطن
 روشن سرزمین و زماں ہے مرا وطن
 پھولوں سے اس کے رنگِ محبت ہے آشکار
 ہے اس کے خار ، خار میں رنگینی بہار
 گلشن تو کیا ہیں دشت بھی ہیں اس کے لالہ زار

اک شاہراہِ کاہکشاں ہے مرا وطن
 روشن سرزمین و زماں ہے مرا وطن
 چہرے پہ اس کے حسنِ صداقت کی روشنی
 اس کے ہر ایک ذرے میں رقصاں ہے زندگی
 اس کے جلو میں روشنیء علم و آگہی

اک شاہراہِ کاہکشاں ہے مرا وطن
 روشن سرزمین و زماں ہے مرا وطن
 یہ اپنی کائنات ہے اپنی حیات ہے
 یہ تلخیوں میں زیست کی قندونبات ہے
 جلوؤں میں اس کے آج بھی رنگِ ثبات ہے

اک شاہراہِ کاہکشاں ہے مرا وطن
 روشن سرزمین و زماں ہے مرا وطن

”عزمِ جواں“

ساتھیو! ہم نفسِ عزمِ جواں لے کے چلو

تم ہی اس ملک کی تقدیر بنا سکتے ہو

اپنے احساس کی تصویر بنا سکتے ہو

ہر حسین خواب کی تعبیر بنا سکتے ہو

ساتھیو! ہم نفسِ عزمِ جواں لے کے چلو

تم جو چاہو تو حسین اور یہ منظر کر دو

خاک کے ذروں کو رشکِ مہِ واختر کر دو

اس کے ہر کوچے کو فردوس کا ہمسر کر دو

ساتھیو! ہم نفسِ عزمِ جواں لے کے چلو

تم یہ ناسازئی حالات بدل کر رکھ دو

دہر میں گردشِ آفات بدل کر رکھ دو

تیرہ بختی کے یہ لمحات بدل کر رکھ دو

ساتھیو! ہم نفسِ عزمِ جواں لے کے چلو

○○○



”سوہنی دھرتی“

پاک وطن کی خاطر اب
 جینا ہے اور مرنا ہے
 مانگ میں سوہنی دھرتی کی
 رنگ ہو سے بھرنا ہے
 کھیتوں کی مٹی سے ہی
 سونا خوب اگانا ہے
 اپنی محنت کے بل پر
 تقدیریں چمکانا ہے
 جذبوں کی سچائی کو
 گیتوں میں مہکانا ہے
 مہر بنا کر ذروں کو
 دھرتی کو چمکانا ہے
 اب اسلاف کی راہوں پر
 چلنا اور چلانا ہے
 قوم کی کشتی ہر صورت
 ہم کو پار لگانا ہے

”چمکتی چاندی“

اے بہارِ وطن ، اے نگارِ وطن
روکشِ گلستاں ، لالہ زارِ وطن

تیرے ہونٹوں کی لالی مہکتی رہے
تیرے چہرے کی چاندی چمکتی رہے
لوحِ تقدیر تیری دہکتی رہے

اے بہارِ وطن ، اے نگارِ وطن
روکشِ گلستاں ، لالہ زارِ وطن

تیری دھرتی سے سونا اگتا رہے
تیرا ہر ذرہ ہمیرے میں ڈھلتا رہے
تیرے کھیتوں کا سبزہ مچلتا رہے

اے بہارِ وطن ، اے نگارِ وطن
روکشِ گلستاں ، لالہ زارِ وطن

ہم ترے جان و دل سے طلبگار ہیں
ہم ترے دست و بازو ہیں تلوار ہیں
تیری عزت پہ مرنے کو تیار ہیں

اے بہارِ وطن ، اے نگارِ وطن
روکشِ گلستاں ، لالہ زارِ وطن

○○○

”بہار آگئی“

اُٹھو ساتھیو ! پھر بہار آگئی
 زمینِ وطن گل کھلانے لگی
 لو کھیتی ہری مسکرانے لگی
 مسرت کے نغمے سنانے لگی

اُٹھو ساتھیو ! پھر بہار آگئی
 ثمر اپنی محنت کا یوں مل گیا
 جراثیم کا ہر چاک اب سل گیا
 ہر ایک غنچہ آرزو کھل گیا

اُٹھو ساتھیو ! پھر بہار آگئی
 ہر اک لب پہ نغمے مچلنے لگے
 چراغِ دروبام جلنے لگے
 جو گمراہ تھے وہ سنسنہلنے لگے

اُٹھو ساتھیو ! پھر بہار آگئی



”ہمارا وطن“

دل کشتی جس میں صبحِ ازل کی
دل بری جس میں کھلتے کنول کی
نغمگی سی مرصعِ غزل کی

کتنا پیارا ہمارا وطن ہے

آبشاروں کا جس میں ترنم
کوہساروں کا جس میں تکلم
چاندنی خود ہے جس کا تبسم

کتنا پیارا ہمارا وطن ہے

سندھ و سرحد کی جو آبرو ہے
وہ جو پنجاب کی آرزو ہے
جس میں شامل بلوچی منو ہے

کتنا پیارا ہمارا وطن ہے

○○○



”ارادے“

نقشِ ماضی کے سب مٹائیں گے
 وہ شب و روز بھول جائیں گے
 جب تک بھی جنیں گے دنیا میں
 ہم وطن ہی کے گیت گائیں گے
 دھوپ میں اس کی کتنی ٹھنڈک ہے
 لطف اس کا سدا اٹھائیں گے
 جو زمینِ وطن سے سیکھا ہے
 ساری دنیا کو وہ سکھائیں گے
 ہم نگارِ وطن کے چہرے کو
 اپنی چاہت سے اب سجائیں گے
 ماہِ واہِ نجم سے روشنی لے کر
 اس زمیں کو دلہن بنائیں گے
 جب فضا میں بڑھے گی تاریکی
 اپنے دل کے دیئے جلائیں گے
 یہ تو اپنے وطن کی مٹی ہے
 اپنے دل میں اسے بسائیں گے

پھول تو پھول تیرے کانٹے بھی
 اے وطن ہم گلے لگائیں گے
 ہو سکے گا تو ہم تری خاطر
 چاند تارے بھی توڑ لائیں گے
 بات بگڑی خدا بناتا ہے
 ہم خدا سے ہی لو لگائیں گے
 میرے معبود کے کرم بچو !
 ہر مصیبت میں کام آئیں گے
 اُس کے الطاف ہر زمانے میں
 ہر بلا سے ہمیں بچائیں گے
 اُس کے در پر ہی سر جھکایا ہے
 اُس کے در پر ہی سر جھکائیں گے

○○○



”احساس کی زباں“

میرے احساس کی یہ زباں ہے
 میرے جذبات کی ترجمان ہے
 اس میں قائد کا حسنِ تدر
 فکرِ اقبال بھی ضوفشاں ہے
 اس میں اُنس و محبت سے رہنا
 یہ محبت بھرا گلستاں ہے
 نفرتوں سے اسے پاک رکھنا
 زندگی کا بھی اک نشاں ہے
 صرصرِ غم سے اس کو بچانا
 ایک اپنا بھی آشیاں ہے
 منزلوں تک اسے لے کے چلنا
 نکہت و نور کا کارواں ہے
 یہ لہو سے لیاقت کے مہکا
 اس لہو کا بھی راز داں ہے
 توڑ دے شب کی خاموشیوں کو
 صبح صادق کی یہ وہ ازاں ہے

○○○

”سلسلہ رنگ و بو کا“

کتنا دلکش سماں ہے
زندگی مہرباں ہے
دور تک رنگ و بو کا
سلسلہ سا رواں ہے
تیرے لطف و کرم سے
یہ زمیں آسماں ہے
ذره ذره وطن کا
روکشِ کہکشاں ہے
تیرے ہونٹوں کی لالی
سرخیءِ داستاں ہے
اے وطن تیری خاطر
ہر نفسِ نغمہ خواں ہے

○○○



”روشن روشن تارے“

یہ ہیں روشن ستارے زمیں کے
 روشنی ان سے پھیلی جہاں میں
 زندہ ہیں آج بھی یہ یقین میں
 ذکر ان کا ہے ہر داستاں میں

ooo



”قائدِ اعظم“

جہد و عمل کا پیکر تھا وہ
اپنا ایسا رہبر تھا وہ

مردِ آہن
دھرتی کا دھن
قائدِ اعظم
قائدِ اعظم

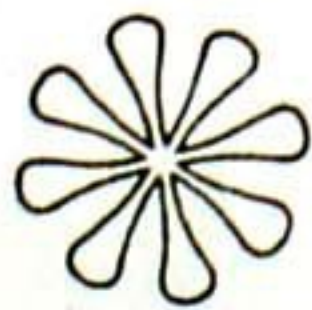
عزم و یقین کی دولت دی ہے
آزادی سی نعمت دی ہے

مردِ آہن
دھرتی کا دھن
قائدِ اعظم
قائدِ اعظم

روشن روشن پاک وطن ہے
اُس کی کوشش کا یہ فن ہے

مردِ آہن
دھرتی کا دھن
قائدِ اعظم
قائدِ اعظم

ooo



”علامہ محمد اقبال“

شعروں میں پیغام دیا
 ذہنوں کو بیدار کیا

وہ اک سچا شاعر ہے
 لہجے میں بے باکی ہے
 ہر جذبہ افلاکی ہے

وہ اک سچا شاعر ہے
 اُس نے جو بھی شعر کہے
 دین کے موتی ہی رولے

وہ اک سچا شاعر ہے
 دیس ہمارا خواب اُس کا
 روشن سی تعبیر بنا

وہ اک سچا شاعر ہے
 اُس کے فکر کی لالی ہے
 نغموں میں جو ڈھالی ہے

وہ اک سچا شاعر ہے
 فکر میں اپنے زندہ ہے
 مگر بھی پائندہ ہے

وہ اک سچا شاعر ہے

”شاہ بھٹائی“

سندھی ادب کا ایک عظیم شاعر

شاہ بھٹائی نام تھا جس کا
سندھ کا وہ اعلیٰ شاعر تھا

شعروں میں اُس کے جادو ہے
اپنی مٹی کی خوشبو ہے

اُس نے ادب سے کام لیا وہ
درسِ محبت اُس نے دیا وہ

دل میں سب کے دھڑکا ہے وہ
روح کا ایسا نغمہ ہے وہ

عشقِ خدا تھا اُس کا مسلک
زندہ اُس کا نام ہے اب تک

شعروں میں وہ زندہ رہے گا
نام بھٹائی مٹ نہ سکے گا

”خوشحال خاں خٹک“

پشتوزبان کا ایک عظیم شاعر

شاعرِ مشرق سے بھی پہلے
 ذہنوں کو بیدار کیا ہے
 وہ سرحد کا اک شاعر تھا
 نام اُس کا خوشحال خٹک تھا
 اُس نے جو بھی شعر کہے ہیں
 فن کے موتی اُس میں بھرے ہیں
 غم جو اُس نے دل پہ سہے ہیں
 شعروں میں وہ ڈھال دیئے ہیں

پشتو کے وہ شہ پارے ہیں
 شعر مہیں ہیں انکارے ہیں



”سچل سرمست“

وادی مہران کا ایک ہفت زبان شاعر

سندھ کی سرزمین میں بچو
 کیسے کیسے بزرگ گزرے ہیں
 جن کے اشعار دل میں لوگوں کے
 جگنوؤں کی طرح چمکتے ہیں
 ایک سچل تھا ان بزرگوں میں
 جو کہ صدق و صفا کا پیکر تھا
 جس کے پیغام میں محبت تھی
 وہ جو انسانیت کا رہبر تھا
 ریگزاروں میں سندھ کے جس نے
 پھول خوش رنگ وہ کھلائے ہیں
 رنگ جتنے چمن میں ہیں اپنے
 مست سچل کے دم سے آئے ہیں

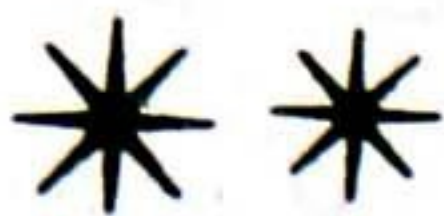
اُس نے افکار کی زمینوں پر
 چاند سے لفظ رکھ دیئے لا کر



”علم کے چراغ“

جب جلے ہیں علم و دانش کے چراغ
چھٹ گئی ہیں جہل کی تاریکیاں
پھر قلم سے اپنے اہل علم نے
کی رقم فکرِ جواں کی داستاں

ooo



”نغمہ“

”اقراء روضۃ الاطفال“

ہر علم کا مخزن اقراء ہے
یہ محورِ دین و دنیا ہے

اک دولتِ حفظِ قرآن کی
ہم نے بھی یہاں سے پائی ہے
اک روشنیِ دینِ فطرت کی
سب ذہنوں میں لہرائی ہے

ہتذیب کا یہ سرمایہ ہے
یہ محورِ دین و دنیا ہے

اس نور کے سائے سائے ہم
ہر ظلمت پر چھا جائیں گے
بوسنیا سے پھر بھارت تک
ہم حق کا علم لہرائیں گے

جب دھوپ بڑھے یہ سایہ ہے
یہ محورِ دین و دنیا ہے

ہم نے تو جہاں بھی جب بھی کبھی
 اقراء کا یہ پیغام دیا
 پھر جہد و عمل کی راہوں میں
 بس دولتِ دیں کو عام کیا

جی جان سے ہم کو پیارا ہے
 یہ محورِ دین و دنیا ہے

000



”مدرستہ المبنات“

جب مائیں اچھی ہوتی ہیں
تو قوم بھی اچھی ہوتی ہے
گزارِ تمدن میں اس سے
خوشبوئے صداقت پھیلی ہے

000

یہ سوچ کے حاجی یوسف نے
اک مدرسے کی بنیاد رکھی
افکار کو جس سے نور ملا
اسلام کی ایسی خدمت کی

000

اب اس کو حاجی یوسف نے
خود اپنے لہو سے سینچا ہے
اور فاطمہ بی بی کا اس سے
اک جسم و جاں کا رشتہ ہے

000

افکارِ عقیلہ کے دم سے
یہ عزم و یقین کی شمع جلی
اب گھر گھر اس کے چرچے ہیں
اس کی ہے اسی سے شان بڑھی

000

رہخانہ کے علم و دانش نے
اس گلشن کو مہکایا ہے
قرآن کے سبق کی برکت سے
کیا نور یہاں پھیلا یا ہے

○○○

اب دین اور دنیا دونوں کی
تعلیم یہاں دی جاتی ہے
کرتی ہے منور جو دل کو
جو ذہنوں کو مہکاتی ہے

○○○

ہے میری دعا بانی اس کے
تا حشر جہاں میں زندہ رہیں
اور علم کی خدمت کرنے کو
یہ علم صفت تابندہ رہیں

○○○

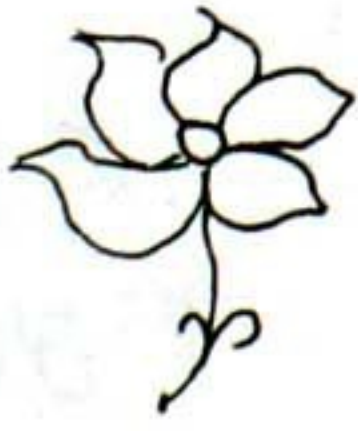
ان سب کو دین و دنیا میں
یوں خالق سرافراز کرے
یہ مرتبے ایسے کچھ پائیں
ہر اہل دانش ناز کرے

○○○

پھول مسکرائے

ہر طالبہ ملت کی خاطر
 نذرانہ جاں خود پیش کرے
 وہ پیرو صدیقہ ہو کر
 خولہ کی پھر تصویر بنے

○○○



”نغمہ“

”اقراء روضۃ الاطفال“

یہ ”اقراء“ دین کا مکتب ہے
اک درس گہمہ وحی رب ہے

قرآن پڑھایا جاتا ہے
ذہنوں کو جگایا جاتا ہے
فرقان خدا کی عظمت کا
احساس دلایا جاتا ہے

یہ ”اقراء“ دین کا مکتب ہے
اک درس گہمہ وحی رب ہے

تعلیم کی دولت ملتی ہے
استادوں کی شفقت ملتی ہے
اس منزلِ درسِ قرآن میں
ذہنوں کو بلوغت ملتی ہے

یہ ”اقراء“ دین کا مکتب ہے
اک درس گہمہ وحی رب ہے

پھول مسکرائے

یہ مرکزِ حفظِ قرآن ہے
تجوید یہاں پر آساں ہے
قرأت کا سبق ملتا ہے یہاں
یہ مکتبِ درسِ ایماں ہے

یہ "اقراء" دین کا مکتب ہے
اک درس گہِ وحی رب ہے

000



”جامعہ ابی بکر“

یہ جامعہ بی بکر ہے
ہم کو تو اس پر فخر ہے

جامعہ منسوب ہے
اک پیارے پیارے نام سے
صدیق جو ثابت ہوئے
سرکار کے ارشاد ہے

یہ جامعہ بی بکر ہے
ہم کو تو اس پر فخر ہے

سچائی کے پیکر یہاں
کرتے ہیں کسبِ علم و فن
صدق و صفا کے نور سے
کرتے ہیں روشن جان و تن

یہ جامعہ بی بکر ہے
ہم کو تو اس پر فخر ہے

آتے ہیں ہر اک ملک سے
طالب یہاں پر علم کے
جن میں اخوت کی جھلک
آتی ہے اس ماحول سے

پھول مسکرائے

بکر ہے

فخر ہے

یہ جامعہ بی

ہم کو تو اس

بولی عرب کی ہی یہاں

سب بولتے ہیں روز و شب

لگتا ہے طالب آئے ہیں

جیسے عرب سے سب کے سب

بکر ہے

فخر ہے

یہ جامعہ بی

ہم کو تو اس

دین اور دنیا کی یہاں

تعلیم پاتے ہیں سبھی

قرآن و سنت کی یہاں

تبلیغ ہوتی ہے نری

بکر ہے

فخر ہے

یہ جامعہ بی

ہم کو تو اس

000



”سر سید کالج“

تیرے دیوار و در جگمگا دیں گے ہم
اپنی چاہت سے تجھ کو سجادیں گے ہم
تجھ کو جنت بداماں بنا دیں گے ہم

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

تجھ سے سیکھے ہیں جو زندگی کے چلن

دھوپ میں زندگی کی ہیں سایہ فگن

مٹ گئی ہے دلوں سے سفر کی تھکن

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

تربیت پر تری ناز دنیا کو ہے

باہنر تونے کتنے وطن کو دیئے

تری عظمت جہاں میں ہویدا بھی ہے

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

نامِ نامی سے سید کے فسوب ہے

اس لئے اہل دانش میں محبوب ہے

علمیت سے تری جہل محبوب ہے

پھول مسکرائے

دھوپ میں سائبان کی طرح سے ہے تو
مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

تجھ سے پھوٹی ہے جو آگہی کی کرن
جس سے روشن ہے ہر علم کی انجمن
تو نے بخشا ہمیں فکر کا بانگین

دھوپ میں سائبان کی طرح سے ہے تو
مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

تیری ہی تربیت کا یہ فیضان ہے
آج جو کچھ ہیں ہم تیرا احسان ہے
تو ہماری محبت کا عرفان ہے

دھوپ میں سائبان کی طرح سے ہے تو
مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

روشنی لے کے تیری جہاں جائیں گے
ہم الگ دور سے ہی نظر آئیں گے
تیری پہچان ہم ہی تو کہلائیں گے

دھوپ میں سائبان کی طرح سے ہے تو
مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

چاند سی اس زمیں کو نہ بھولیں گے ہم
اس ستارہ جبیں کو نہ بھولیں گے ہم
اس فضائے حسین کو نہ بھولیں گے ہم

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

راحیلہ کے تو خوابوں کی تعبیر ہے

فکرِ الطاف کی تجھ میں تنویر ہے

اُن کے جہد و عمل کی تو تصویر ہے

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

امِ سلیٰ کی تجھ میں ذکاوت بھی ہے

آمنہ ، عاتکہ کی فراست بھی ہے

تو نسیم و امینہ کی چاہت بھی ہے

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

تو بصارت مہنیں اب بصیرت بھی ہے

اہلِ دل کے لئے نور و نکہت بھی ہے

ملک و ملت کی تو اک ضرورت بھی ہے

دھوپ میں سائباں کی طرح سے ہے تو

مہرباں ایک ماں کی طرح سے ہے تو

ooo





پھٹ جائیں ہمیشہ کے لئے درد کے سائے
اللہ الم کی کوئی ساعت نہ دکھائے



(دعا) رافع کے نام

اللہ کے احکام پہ چل کے دنیا میں تو نام کرے
 پیارے نبی کی پیاری باتیں دنیا میں تو عام کرے
 میری دعا ہے تیرے لئے تو دین کی خاطر کام کرے
 جنت کی کلیوں کو جس نے دنیا میں مہیا سے

اُس اک ذات کا تیرے سر پہ رافع پیارا سایا ہے
 پاک وطن کو تیرے دم سے دنیا میں توقیر ملے
 جہل کی ظلمت سب چھٹ جائے علم کی وہ تنویر ملے
 دھندلے دھندلے خوابوں کو بھی روشن سی تعبیر ملے

جنت کی کلیوں کو جس نے دنیا میں مہکایا ہے
 اُس اک ذات کا تیرے سر پہ رافع پیارا سایا ہے
 ہم نے کتنے ارمانوں سے رافع تجھ کو پالا ہے
 ہم نے شریعت کے سانچوں میں رافع تجھ کو ڈھالا ہے
 تو ہی ہمارا چاند ہے رافع، تو ہی ہمارا ہالہ ہے

جنت کی کلیوں کو جس نے دنیا میں مہکایا ہے
 اُس اک ذات کا تیرے سر پہ رافع پیارا سایا ہے
 تاجِ وطن کا لعل درخشاں بن کے جہاں میں تو چمکے
 پھولوں کی صورت اس دنیا میں ہر ساعت ہر پل مہکے
 دل اُس کا کھل جائے خوشی سے جو کوئی تجھ کو دیکھے

پھول مسکرائے

جنت کی کلیوں کو جس نے دنیا میں مہکایا ہے

اُس اک ذات کا تیرے سر پہ رافع پیارا سایا ہے

انسانوں کی دنیا میں تو انسانوں کے کام آئے

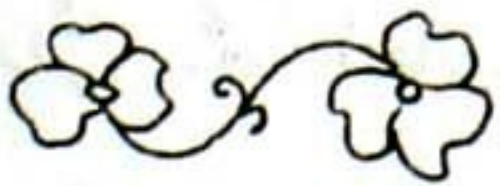
تو اپنی سیرت سے دنیا بھر میں اُلفت پھیلائے

جس کی لہروں پہ آ کر ہر ویسپ جفا کا بجھ جائے

جنت کی کلیوں کو جس نے دنیا میں مہکایا ہے

اُس اک ذات کا تیرے سر پہ رافع پیارا سایا ہے

○○○



”گڑیا“

اپنی گڑیا کو دلہن بنائیں گے ہم
 مانگ میں کہکشاں کو سجائیں گے ہم
 دف بجائیں گے ، نعمت گائیں گے ہم
 اپنی گڑیا کو دلہن بنائیں گے ہم
 اپنی گڑیا تو جس گھر میں بھی جائے گی
 نور چاہت کا اُس گھر میں پھیلائے گی
 پھول بن کر فضاؤں کو مہکائے گی
 اپنی گڑیا کو دلہن بنائیں گے ہم
 اپنی گڑیا پہ اللہ کا احسان ہے
 اس کے کردار میں نورِ ایمان ہے
 رہنما اس کی سیرت کا قرآن ہے
 اپنی گڑیا کو دلہن بنائیں گے ہم



”عرضِ احوال“

ذہن میرا بہت پریشاں ہے
جس کو دیکھو وہی ہراساں ہے

ہر طرف اک اداسی چھائی ہے
موت نے اک دکان سجائی ہے

رقصِ ابلیس ہو رہا ہے یہاں
سب کا ایمان سو رہا ہے یہاں

مسجدوں سے دھواں سا اٹھتا ہے
رقصِ گاہوں میں شور برپا ہے

گولیاں ہر طرف سے چلتی ہیں
چاہتیں اپنا رخ بدلتی ہیں

بھائی، بھائی کے خون کا پیاسا ہے
یہ محبت نے روپ دھارا ہے

روشنی بھی اگر چمکتی ہے
وہ بھی خون رنگ سہی سہی ہے

موت کا ہر طرف اندھیرا ہے
خون میں ڈوبا ہوا سویرا ہے

چاندنی بھی نظر میں چبھتی ہے
چوٹ سی جیسے دل پہ پڑتی ہے

کتنے چہرے بچھے بچھے سے ہیں
کتنی آنکھوں میں رت جگے سے ہیں

ہر گلی ، کوچہ کوئے قاتل ہے
آج گھر گھر میں رقصِ بسمل ہے

شاہراہوں پہ خون بہتا ہے
وہ یہ اپنی زباں میں کہتا ہے

اب تو مالک مرے کرم کر دے
اپنی چاہت سے سب کا دل بھر دے

نورِ ایماں کا دل میں یوں بھر دے
دور شیطاں کے جال سے کر دے

۲۵۵

پھولوں کی انجمن

دل بھی دھڑک رہا ہے اور آنکھ میں ہیں آنسو
 مجھ دے ہے کوئی پھولوں کی انجمن میں
 اک کیفِ سردی ہے چھایا ہوا فضا پر
 نغمہ سہرا ہے کوئی پھولوں کی انجمن میں



”حمد باری تعالیٰ“

”حمد“ میری کتاب ”پھول مسکرائے“ کی پہلی نظم ہے۔ بچو! یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی کہ ”حمد“ اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کا نام ہے۔ جب بھی ہم اپنے کسی (اچھے) کام کا آغاز کرتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے خالق و مالک کی تعریف کرتے ہیں۔ اس تعریف کی وجہ بھی بڑی زبردست ہے کیونکہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں اپنی زندگی گزارنے کے لئے اپنی بہترین نعمتوں سے نوازا۔ اس بات کا تقاضہ ہے کہ ہم اپنے رب کی تمام کائنات پر غور کرنے کے بعد دن رات اسی کی تعریف کو اپنا سب سے پہلا مقصد بنالیں تاکہ وہ ہمیں تمام برائیوں سے محفوظ فرمادے۔ کیوں کہ ایک دن، (قیامت) آنے والا ہے۔ اس سے قبل دنیا کی ہر شے فنا ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ آئیے عہد کریں کہ جب تک زندہ ہیں اسی پیارے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے احکام کے مطابق اپنی پوری زندگی گزاریں گے۔

”مہربان آقا“

بچو ہمارا اور آپ سب کا آقا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہمارے آقا کی سبحان اللہ کیسی پیاری صفت ہے کہ وہ اپنی مخلوق پر بڑا مہربان ہے اگر ہمارا آقا ہم پر رحم نہیں کرتا تو کبھی بھی ہماری بخشش نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ ہم ایسے خطاکار ہیں کہ دن رات بغیر سوچے سمجھے خطائیں کئے جاتے ہیں۔ ہمیں ہمارے آقا نے عقل و شعور عطا فرمایا تاکہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ہم سے غلطیاں ہو گئیں اور بخشش کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے فوری طور پر سچے اور پکے دل سے توبہ کر لیں۔ وہ مہربان آقا توبہ قبول فرما کر معاف کر دیتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سب کا مالک و آقا اللہ تعالیٰ ہے۔“

”مشکل کشا“

بچو! اس جملے پر خوب غور کریں کہ ”اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے“ ہر مخلوق کی ضرورت کون پوری کرتا ہے؟ اور کون مشکلات کا خاتمہ کرتا ہے؟ میرے تمام پیارے پیارے بچے پکار اٹھیں گے کہ ضرورت صرف اللہ پوری فرماتا ہے اور مشکل کشا بھی صرف اللہ ہے۔ آپ کا یہ جواب آپ کو سچا اور پکا ثابت کرتا ہے۔ بچو ہم سائل ہیں (سوال کرنے والے) اور اللہ ہمارے سوالوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ بُرے سے بُرے حالات کو سدھارنے والا صرف اللہ ہے اور اندھیرے رستے سے سچا کر سیدھے رستے کی طرف لے جانے والا بھی اللہ ہے۔ نظم کے دو بند میں دو بڑے نبیوں کا ذکر ہے۔ آپ نبیوں کی عظمت اور ان کی محنت کو اچھی طرح سمجھ لیں اس لئے میں نے نثر میں مختصر کر کے آسان زبان میں ان کے وہ واقعات لکھے ہیں۔ جن کا نظم میں تذکرہ ہے۔

بچو! حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل کہلاتے ہیں۔ انہیں اللہ کے فضل و کرم سے ابو الانبیاء کا درجہ حاصل ہوا۔ کیونکہ زیادہ تر انبیاء کرام آپ کی نسل سے پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اعلیٰ بھی ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں میں پیدا فرمایا تھا۔ خود آپ کا باپ آذر بھی بت پرست تھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا اور اللہ کی عبادت کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا تمام کاسات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسی لئے عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ اسی لئے آپ نے ایک موقع پر ان کے بتوں کو توڑ دیا (اس بات میں یہ مصلحت تھی کہ وہ اس واقعے کے بارے میں آپ سے پوچھیں) ان بت پرستوں نے اپنے بتوں کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ ہونہ ہو یہ آذر کے بیٹے کا کام ہے سچتا نچہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور ان سے سوال کیا کہ ہمارے ان بتوں کو تم نے توڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ”بڑے بت کے کاندھے پر کھاڑا رکھا ہے

اسی سے پوچھو یہ حرکت اسی نے کی ہوگی "چونکہ ان بت پرستوں کو بھی یہ معلوم تھا کہ یہ بت بے جان ہیں اور انہیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اس لئے یہ بول نہیں سکتے۔ یہ تمام باتیں سوچ کر انہوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ تمہیں تو معلوم ہے یہ بول نہیں سکتے تو ان کافروں کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ پھر تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ آپ نے یہ فرمایا اور وہاں سے تشریف لے گئے۔ یہ تمام کافر اپنے بادشاہ نمرود کے پاس گئے۔ اسے سارا واقعہ بتایا اور سب نے مل کر مشورے سے ایک سازش تیار کی کہ آپ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ پوری قوم نے لکڑیاں جمع کیں اور سب نے مل کر سات دن تک آگ کو دھونکا۔ شعلے بہت اونچے ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے شیطان کے مشورے پر ہنڈولے سے ملتی جلتی منجنیق بنوائی تاکہ آپ کو اس میں بٹھا کر آگ میں پھینک دیا جائے۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا "مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ میرا حال دیکھ رہا ہے" جب آپ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں (یعنی نہ ایسی گرم رہ جس سے جلنے کی نوبت آئے اور نہ بہت ٹھنڈی برف ہو جا کہ اس کی ٹھنڈک سے تکلیف پہنچے)۔"

نوٹ:- حضرت ابراہیم علیہ السلام، دن تک اس آگ پر رہے (جو

گزار ہو چکی تھی) آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی تمام عمر میں کبھی

ایسی راحت نہیں ملی جتنی ان سات دنوں میں حاصل ہوئی۔

دیکھا بچو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ ہی مشکل کشا ہے۔ وہ رب ہی سب کی ضرورتوں کو پورا فرماتا ہے۔ اب دوسرا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو ۱۰۰۰ سال کی عمر عطا فرمائی تھی اور آپ نے اپنے رب کے حکم پر ۹۵۰ سال تبلیغ فرمائی۔ آپ نے اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دی لیکن ان کی قوم نے ان کی بات نہ مانی بلکہ آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں یہاں تک کہ تکالیف کی

پھول مسکرائے

شدت سے آپ بے ہوش ہو جاتے لیکن ہوش میں آنے کے بعد اسی استقلال کے ساتھ تبلیغ فرمانے لگتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ "یہ بے وقوف اور جاہل ہیں تو انہیں معاف فرما"۔ ایک کے بعد دوسری قوم آتی رہی اور آپ انہیں حق کی دعوت دیتے رہے لیکن بہت کم لوگوں نے حق کی دعوت کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کا صبر دیکھا تو آپ کی مدد فرمائی تاکہ اس ظالم قوم سے آپ کو نجات مل جائے۔ اللہ کے حکم پر آپ نے بہت بڑی کشتی بنائی۔ یہ کشتی جہاز کی طرح تھی اس کی لمبائی ۳۰۰ گز، چوڑائی ۵۰ گز اونچائی ۳۰ گز تھی۔ اس جہاز کی تین منزلیں تھیں جب یہ جہاز بن گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کے گھر کے تنور سے اللہ کے حکم سے پانی ابلنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے پالتو جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی جہاز میں چڑھا دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایمان والے جو اس جہاز میں سوار ہوئے ان کی تعداد ۸۰ تھی جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے سام، حام، یافث اور ان کی تین بیبیاں تھیں۔ جو تھا بیٹا نافرمان ہو گیا اور کفار کے ساتھ رہ کر طوفان میں غرق ہوا کیونکہ اللہ کے حکم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برس رہی تھی اور زمین سے پختے ابل پڑے تھے جو جہاز میں تھے وہ محفوظ رہے باقی تمام کفار اس طوفان میں ڈوب کر ختم ہو گئے۔ یہ جہاز جب بیت اللہ کے مقام پر پہنچا تو اس جہاز نے بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو بارش کا تمام پانی زمین نے نکل لیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ۱۰ رجب المرجب کو چلنی شروع ہوئی تھی اور ۱۰ محرم الحرام کو اللہ کے حکم سے کوبہ جو دی پر ٹہر گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے اس دن روزہ رکھا تھا۔

اب بچو غور کرو کہ مدد کرنے والا اللہ کے علاوہ کون ہے اس لئے صرف اللہ تعالیٰ سے لونگانی چاہئے۔ بس اس بات کو ذہن میں بٹھالو کہ جب تم اللہ کو سچے دل سے یاد کرو گے تو کوئی غم، پریشانی اور بیماری باقی نہیں رہے گی۔

”نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم“

”نعتِ رسول“ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کا ایک پیارا انداز ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے نام ہیں۔ جن میں دو نام محمد اور احمد میں نے اپنی نعت میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، ہم اُن کی امت میں ہیں۔ وہ ایسے عظیم انسان ہیں جن کی عظمت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے۔ ہمیں اسی پیارے نبی کے راستے پر چلنا چاہئے، اسی میں ہماری نجات ہے کیونکہ اتباعِ رسول اور اطاعتِ رسول کی قرآن میں بار بار تاکید آئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین سے دعا کی تھی کہ ”میری نسل سے ایک ایسا نبی پیدا فرما جو ان کو ناپاکیوں سے پاک کر دے۔“ کتاب پڑھ کر سنائے اور حکمت کی باتیں سکھائے۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ناپاک معاشرہ کو پاک فرما دیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری سنائی تھی۔ آپ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مضبوط دلیل بن کر سامنے آئے۔ آئیے پیارے بچو اللہ سے عہد کریں کہ ہم جب تک زندہ ہیں۔ مسلمان بن کر زندہ رہیں گے اور اپنے پیارے نبی کی سنتوں پر عمل کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھیں گے۔

”شہرِ مکہ“

مکہ المکرّمہ کو ”أم القرى“ (بستیوں کی ماں) کہا جاتا ہے کیونکہ یہ شہر تمام شہروں سے عظیم ہے۔ اس کی عظمت کا راز یہ ہے کہ یہاں بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی شان اور عظمت والا ہے۔ اسی طرح اُس کے گھر کی بھی نرالی شان ہے۔ اس گھر میں داخل ہونے کے بعد ایمان و سکون کی عظیم دولت انسان کو ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ (خلوص و محبت) شرط ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان یہاں ہر سال حج کے موقع پر آتے ہیں۔ بیت

پھول مسکرائے

اللہ کی تو سبحان اللہ عظمت اپنی جگہ اولیت رکھتی ہے لیکن شہرِ مکہ کی ہر گلی اور کوچہ بھی نورانی نظر آتا ہے، یہاں پہنچ کر رنگ و نسل کا فرق مٹ جاتا ہے۔ اس شہر میں پہنچ کر صرف اللہ کی محبت اور عظمت یاد رہتی ہے۔ یہاں کے نورانی صبح و شام دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنت میں آگئے۔

”شہرِ مدینہ“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حکم پر نبوت کے تیرھویں سال میں مکہ سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں داخل ہوئے تو اس شہر کو مدینتہ النبی، مدینتہ الرسول اور مدینتہ منورہ کہا جانے لگا، اس شہر کو انہی مبارک ناموں سے پکارا جاتا ہے اب پرانا نام نہیں لیا جاتا۔ اس شہر میں مسجد نبوی موجود ہے۔ اسی مسجد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے اس شہر کی گلی گلی، کوچہ کوچہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی محسوس ہوتی ہے، یہ محبت کی باتیں ہیں۔ دل کی آنکھوں سے کبھی خود کو انسان بیت اللہ میں موجود پاتا ہے اور کبھی مسجد نبوی میں، دل بار بار مکہ معظمہ اور مدینتہ منورہ جانے کی خواہش کرتا ہے۔

”ارکانِ دین“

بچو ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مسلمان صرف نام سے نہیں عمل سے بنتا ہے۔ آپ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی سب سے پہلے دینی ہوگی۔ پھر اللہ کے حکم کے مطابق پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی (لڑکوں کے لئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا) ایک مہینے کے روزے اسی طرح رکھنا جس طرح رب کا حکم ہے (یعنی تمام برائیوں سے اپنے آپ کو دور رکھ کر نماز روزے کی پابندی کرنا) زکوٰۃ پوری پوری ادا کرنا۔ حج کے لائق رقم جمع ہو جائے تو

حج کرنا (ایسا نہ ہو کہ اس رقم سے پہلے گاڑی خرید لیں یا کوئی اور آسائش والی ضرورت پوری کر لیں) مردوں کو جہاد کرنا اور دوسروں کو جہاد کی طرف راغب کرنا بھی ضروری ہے۔ آج کے بچے کل کے نوجوان بن جائیں گے۔ اس لئے اسی عمر سے خود کو اللہ کے احکام کا پابند بنا لو تاکہ آنے والا کل تمہارے لئے پریشانی کا باعث نہ ہو کیونکہ تمام ارکانِ اسلام کو سمجھنا اور پھران پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

”قرآنِ پاک اور راہِ حق“

قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال چند ماہ میں نازل ہوئی۔ قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام احکامات سے ہمیں آگاہ کیا۔ دین و دنیا کے بارے میں ہر بات کھول کھول کر بیان فرمادی۔ کن باتوں کو اللہ پسند فرماتا ہے اور کن باتوں کو ناپسند فرماتا ہے، ہمیں بتا دیا گیا۔ دین و دنیا کی کامیابی کے راز کو بھی خوب اچھی طرح سمجھا دیا۔ قرآن کی تلاوت کرنا۔ اس کو سمجھنا۔ دوسروں تک اس کو پہچاننے میں بھی عبادت کا درجہ دیا گیا۔ بچو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ جس نے اللہ کے اس کلام کو دل میں اتار لیا۔ اُس نے خود کو جنت کے راستے کا مسافر بنا لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیشہ ہمیں اپنی نگاہ میں رکھنی چاہئے، آپ کی سیرتِ پاک قرآن مجید کا مکمل نمونہ تھی آپ کی پیروی کرنے والے ہی اللہ کے پسندیدہ بندے کہلاتے ہیں۔

”اہلِ علم“

ہمارا معبودِ حقیقی علیم ہے۔ اس لئے علم سے محبت رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے تحصیلِ علم کی اہمیت پر بہت زور دیا اور فرمایا کہ ”علم حاصل کرو ماں کی گود سے لے کر قبر تک“ یعنی علم حاصل کرنے کی مدت صرف موت کی سرحد پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے بچو، ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پھول مسکرائے

(پیارے نبی) کا کہنا مانتا چاہئے کیونکہ علم انبیاء کی میراث ہے۔ آج کل رجحان یہ ہے کہ دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے بچے دن رات مصروف رہتے ہیں لیکن دینی علم کی طرف توجہ نہیں دیتے بعض بچوں کے والدین انہیں دین کا علم سکھاتے ہیں لیکن ایسے والدین اور بچوں کی تعداد بہت کم ہے۔ بچو اللہ کی نظر میں اپنے درجات بلند کرنے ہیں اور اُس کا پیارا بندہ بننا ہے۔ تو دینی علم کی طرف خصوصی توجہ دیں اللہ رب العزت بھی آپ کی طرف نظر رحمت فرمائے۔

”نظامِ مصطفیٰ“

قرآن مجید کے سلسلے میں، میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی۔ ہمارے پیارے نبی نے وہ تمام کام اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں کئے جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اتباعِ رسول کا حکم فرماتا ہے لیکن ہم اللہ کے دشمنوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ (اسی بات میں ہماری بربادی کا راز ہے) وہ نظام جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا۔ ہم اسی نظام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نام پر ”نظامِ مصطفیٰ“ کے نام سے یاد کرتے ہیں، محنت اور جدوجہد اللہ کو پسند ہے۔ آؤ بچو عہد کریں کہ ہم شریعتِ اسلامیہ پر چل کر نظامِ مصطفیٰ (ان شاء اللہ) ضرور قائم کریں گے تاکہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے سچے وفادار بن جائیں۔

”رزقِ حلال“

رزقِ حلال ہم سب کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ رزقِ حرام کھانے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ خواہ وہ اُس رزق کو حاصل کرنے کے لئے کتنی ہی محنت کیوں نہ کریں۔ رزقِ حرام کھانے کی وجہ سے انسان کا دل استیلاحت ہو جاتا

ہے کہ وہ اللہ کا حکم ماننے کی بجائے اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے۔ جو حلال رزق کھاتے ہیں ان کے دل چونکہ نرم ہوتے ہیں اس لئے وہ زندگی کا ہر قدم اللہ کے حکم سے اٹھاتے ہیں اس کے بڑے فوائد ہیں۔ یہاں میں نے مختصر طور پر آپ کو بتا دیا، بس ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ رزقِ حرام سے محبت کرنے والے اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رزقِ حرام کی طرف توجہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کو مول لیا۔

”جنت محل“

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں اور بندیوں کے لئے جنت بنائی ہے۔ جس میں خوبصورت محلات، انواع و اقسام کی نعمتیں، خوبصورت مناظر دلکش نہریں موجود ہوں گی۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے قانون کو پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ وہ اس جنت کا وارث قرار پائے گا (قرآن مجید پر غور کرنا۔ ترجمہ پر نظر رکھنا۔ کچھ سمجھ میں نہ آئے تو کسی عالم دین سے پوچھنا۔ پھر دل کی رضامندی کے ساتھ ان احکامات پر عمل کرنا)۔ بھو! اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور قرآن مجید پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرما دے۔ آمین!

”شوقِ جہاد“

کفر کی ظلمتوں کے خاتمے کے لئے اللہ کے احکامات پر چل کر جہاد کا شوق اور لگن دل میں پیدا کی جاتی ہے۔ پھر اپنی جان اور مال کی قربانی اللہ کی راہ میں دی جاتی ہے تاکہ اندھیرے دور ہو جائیں اور ایمان کی روشنی ہر طرف پھیل جائے۔ شوقِ جہاد میں خلیفہ اول کے دور کا تذکرہ ہے۔ جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند سوالات کرنے کے بعد شام کی طرف اسلامی فوجوں کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی سے آپ کو اجازت دی

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں بیمار پڑ کر وفات پا گئے لیکن بچو آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت بلال کی خواہش کیا تھی۔ آپ کو یقیناً اس بات کا پتہ ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیشک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

”مجاہد“

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو مجاہد کہتے ہیں۔ مجاہد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے۔ پوری قوم کی نظریں مجاہدین پر لگی ہوتی ہیں کیونکہ ایک طرف تو وہ سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ دوسری طرف کفر کی تمام طاقتوں کو کچل کر پوری مسلم امت کی حفاظت کرتے ہیں۔ مجاہدین کی عظمت اور محنت کی وجہ سے اسلامی حکومتوں کا رعب غیر مسلم حکومتوں پر قائم ہو جاتا ہے ملک و قوم کو مجاہدین اللہ کی مدد سے تمام برے حالات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یاد رکھئے مجاہد کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا وفادار ہوتا ہے اور برے سے برے حالات میں بھی خوف اور غم کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا۔ اُن کی محنت اور مسلسل جہاد کی وجہ سے پوری قوم مجاہدین کی عمت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو ایسا ہی بنائے۔ آمین!

”اسلام کے سپاہی“

”اسلام“ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، جن بندوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے وہ اُس کے دین سے بھی محبت کرتے ہیں۔ وہ جیتے ہیں اللہ کی خاطر اور مرتے ہیں اللہ کی خاطر۔ جو اللہ اُس کے رسول اور اُس کے دین کے دشمن ہوتے ہیں۔ یہ اسلام کے سپاہی اُس کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور جو اللہ اُس کے رسول اُس کے دین سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے سپاہی اُس کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ اُن کے عزم اور یقین کے آگے تمام اسلام دشمن طاقتیں ریت کے ذروں کی طرح بکھر جاتی ہیں۔ یہ صراطِ مستقیم پر چلنے والے سپاہی کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرتے ہیں۔ یہ دنیاوی شہرت کے لئے زندہ نہیں رہتے بلکہ اللہ کی رضا کے لئے زندہ رہتے ہیں اسی لئے یہ اسلام کے سپاہی کہلاتے ہیں۔

”گھائے کا سودا“

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ربیع الاول ۱۲ھ میں جنگِ یمامہ عقرباء کے مقام پر لڑی گئی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے سپہ سالار تھے۔ آپ کے مقابلہ پر جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا۔ یہ حق و باطل کا زبردست معرکہ تھا۔ اس جہاد میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی لیکن اللہ کی راہ میں بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ شہداء میں تین سو ستر صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حفاظِ قرآن بھی تھے (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محمد حسین ہیکل ص ۲۴) سات ہزار بنی حنیفہ (مسیلمہ کذاب کے ماننے والے) قتل ہوئے۔ مسیلمہ کذاب حضرت وحشی بن حرب کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ حضرت عمار بن یاسر بھی زخمی ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کے حوصلے بڑھا رہے تھے۔ آپ نے ترکِ جہاد کو قرآن و سنت کی روشنی میں گھائے کا سودا قرار دیا۔

”شہید کا درجہ“

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگِ موتہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے لقب سے نوازا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت خالد بن ولید نے کفر کے خلاف بہت سے معرکوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ نے عراق فتح کر کے آتش پرستوں کے دلوں کو دہلا کر رکھ دیا تھا۔ مسیلمہ کذاب اور طلحہ بن خویلد (جھوٹے نبی) کے خلاف اپنے جہاد کے معرکوں میں دشمنوں کے ہوش اڑا دیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ نے شام کے علاقے میں تمام معرکوں میں عیسائیوں کے مقابلے میں زبردست فتوحات حاصل کیں۔ آپ صحابی رسول تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں آپ نے بڑا نام پیدا کیا۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ لڑتے لڑتے حق کے کسی معرکہ میں شہید ہو جاؤں لیکن آپ ہر معرکہ میں غازی ہی

پھول مسکرائے

رہے۔ شہادت کی تمنا اتنے جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ اسی بات سے شہادت کے درجہ کا پتا چلتا ہے کہ ”شہادت کتنی عظیم ہے“

”سوار اور سواری“

اس نظم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے پیارے نواسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ظاہر کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کتنا پیار فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوص و محبت کا ایک عظیم پیکر تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کو بھی ظاہر فرما دیا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کو ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کی ان عظیم شخصیات سے محبت کرنے کی اور ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

”پہلی منزل“

دنیا ختم ہو جانے والی ہے اسی طرح ہماری زندگی بھی ختم ہو جانے والی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم اللہ کے قانون کے مطابق اپنی زندگی گزاریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں کیونکہ اللہ کی عبادت کرنے والے اُس کے تمام احکام کو ماننے والے اس پہلی منزل (قبر) پر کامیاب رہتے ہیں۔ جو اللہ کے احکام کو نہیں مانتے اور اللہ کی ذات میں مختلف شخصیات یا چیزوں کو شریک کر لیتے ہیں وہ اس منزل کے امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ کامیاب ہونے والے جنتی ہیں۔ ناکام ہونے والے جہنمی ہیں۔

”ہم ہیں خدا کے واسطے“

ے پیارے بچو! اس نظم پر غور کریں تو آپ پر ایک بہت بڑی حقیقت کا راز

کھل جائے گا کہ اس دنیا میں اگر اللہ کی مرضی پر چلیں تو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تکالیف پر گھبرانا بیکار ہے۔ کیونکہ اللہ کے راستے پر چلنے والے مسافر بڑی بڑی مصیبتوں کا ہنس ہنس کر مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ انبیاء علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کرتے ہیں کیونکہ انبیاء ہر تکلیف پر صبر کرتے رہے اسی طرح بچو آپ کو صبر سے کام لینا پڑے گا سچائی کو اپنا کر اس عظیم سفر کو جاری رکھیں۔ آپ کے دشمن خود ہی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا ہے اسی لئے آپ کا حامی و مددگار اللہ ہے۔

چراغِ محبت

جذبے سچے ہوتے ہیں تو قومیں ترقی کرتی ہیں لیکن اس دور میں انسانوں کی اکثریت سچائی سے دور ہو چکی ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ پرستی کا خاتمہ فرما دیا تھا۔ ہمیں بھی اس لعنت سے دور رہنا ہے اور اپنی پوری قوم کو بھی اس لعنت سے دور رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ امن و محبت کو پسند فرماتا ہے، شعور اور فکر جو ہمارے رب نے ہمیں عطا کیا۔ ہمیں اُس سے کام لینا ہے اپنے ارد گرد کے ماحول کو درست کرنا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ دکھی انسانیت کی خدمت بھی ہو اور اللہ تعالیٰ نے آزادی جیسی جو دولت ہمیں عطا کی ہے۔ اُس پر ہم اپنے رب کی شکر گزاری بھی کریں اور اس آزادی کی حفاظت بھی کریں۔

”منزل“

دنیا میں دو قسم کے انسان ہیں۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ دوسری قسم کے انسان اللہ کے قانون کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اللہ کی بات ماننے والوں کو مسلم اور اُس کی باتوں کو جھٹلانے والوں کو غیر مسلم کہا جاتا ہے۔ جو بندے صرف اللہ کی عبادت

کرتے ہیں وہ کامیاب انسان ہیں۔ بچو اس سے پہلے ”قرآن پاک“ کے سلسلے میں، میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے بچو قرآن مجید ہی ”شریعتِ اسلامیہ“ ہے۔ زندگی کے ہر قدم پر آپ کو قرآن سے رہنمائی ملے گی۔ اللہ کے فرماں بردار بندے وہی ہوتے ہیں جو اپنے رب کا ہر حال میں شکر کرتے ہیں اور جو کچھ مانگتے ہیں صرف اللہ سے ہی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہم پر پیارے نبی کی اطاعت بھی فرض ہے یہ آپ کی محبت ہی ہے کہ جب شہرِ مدینہ میں خوش نصیب داخل ہوتے ہیں تو یہاں سے اپنے شہر جانے کو دل نہیں چاہتا۔ میرے پیارے بچو اللہ تعالیٰ سے اکثر دعا کیا کرو کہ ”اے ہمارے رب قرآن مجید کو ہماری زندگی میں شامل فرمادے اور اس پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرما دے“ آمین۔

”ہمسایہ“

بچو ہم مسلمان ہیں اس لئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہمارے پیارے نبی کی سنت ہے۔ اگر وہ ضرورت مند ہو تو اس کی ضرورت پوری کرنا اگر بیمار ہے تو اس کی مزاج پرسی کرنا اگر پریشان ہے تو اس کی پریشانی کو دور کرنا ہمارے لئے ضروری ہے اس سلسلے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان، مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے“ (صحیح مسلم)

(الادب المفرد)



”ماں کی دعائیں اور ماں کی خدمت“

میرے پیارے بچو یہ دو نظمیں ہیں جو میں نے ماں جیسی عظیم ہستی کے لئے لکھی ہیں۔ لفظ ماں محبت ہی کا دوسرا نام ہے۔ قرآن مجید میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن کے ذریعے آپ کو بتایا گیا کہ کن الفاظ میں آپ اپنے والدین کے لئے دعا کریں یہاں صرف ایک دعا لکھ رہی ہوں اسے یاد کر لیں اور پڑھا کریں۔

رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّبْتَنِي صَغِيرًا ۝

ترجمہ: ”اے رب رحم کر میرے والدین پر جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا“

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر بہت زیادہ زور دیا۔ اس سلسلے میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کریں اور پھر اسے اپنے عمل میں شامل کر لیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری ماں، انہوں نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں انہوں نے پوچھا پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تیری ماں، انہوں نے کہا پھر کون؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ (الادب المفرد) اس لئے ماں کی خدمت کرنا، اُس کی دعائیں لینا آپ کے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ کو ماں کی دعاؤں سے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں مل جائیں گی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ماں کی خدمت کرنا دنیاوی کاموں میں سب سے زیادہ ضروری سمجھا اسی لئے انہیں دین اور دنیا دونوں کی کامیابی ملی کیونکہ ماں کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے کی خصوصی حفاظت فرماتے ہیں۔ پیارے نو نہالو! ماں کی دعا ایک گھنے سایہ دار درخت کے مانند ہے۔ اگر آپ اللہ

پھول مسکرائے

اور اُس کے پیارے نبی کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پیاری ماں کی خدمت کریں اور اُس کی دعائیں لیں پھر دیکھیں آپ کے سب بگڑے کام اللہ تعالیٰ کس طرح بنا دے گا۔

”بڑوں کا ادب“

بچو یاد رکھو اسلامی اصول ہی آپ کی رہنمائی کریں گے۔ اگر آپ نے ان اصولوں کو پڑھا اور عمل کیا تو آپ کو اللہ دونوں جہانوں میں عمت عطا فرمائے گا۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اپنے بڑوں کا ادب کیا وہ آپ نظم میں پڑھ چکے ہیں اس دور میں دوسری قوموں کی حالت دیکھ کر ہمارے پیارے مسلمان بچے بعض اوقات اپنے بڑوں کی بے ادبی کرتے ہیں لیکن آپ ماشاء اللہ بڑے پیارے بچے ہیں آپ تو ہمیشہ بڑوں کا ادب کرتے ہیں۔

”استاد کا ادب“

علم کا شوق پیدا کرنے والے اساتذہ ہوتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ طلبہ کو علم جیسی بیش بہا دولت دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ جس طرح والدین کا ادب اور احترام آپ پر لازم ہے اسی طرح استاد کا ادب اور احترام آپ پر لازم ہے آپ ہمیشہ اپنے والدین کی طرح اساتذہ کا احترام کیا کریں۔ جو بچے اپنے اساتذہ کا ادب کرتے ہیں ان کو دین و دنیا دونوں میں بڑی عمت ملتی ہے۔

”انسان دوستی“

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ کسی انسان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے بلکہ اُن کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (ہمارا دین تو اتنا پیارا ہے کہ اس دین کے مطابق ہمیں دنیا کی کسی بھی مخلوق کو ستانا اور پریشان نہیں کرنا چاہئے) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

اللہ کی تمام مخلوق سے اچھا سلوک فرماتے تھے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس لئے ایک انسان دوسرے کی بھلائی کے کام کرتا رہے ظالم کو ظلم کرنے سے روکے اور مظلوم کی حمایت کرے۔ پیارے بچو! آپ کسی انسان کی بھی مدد کریں یہ سوچ لیں کہ آپ کے اس عمل سے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی آپ کو مل جائے گی۔

”علم“

پیارے بچو! دین کے علم کی اہمیت اور ضرورت میں آپ کو پہلے بتا چکی ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ آج آپ بچے ہیں کل بڑے ہوں گے۔ اس لئے بچپن سے دینی علم حاصل کریں۔ نظم ”علم“ میں دنیا کے علم کی تفصیل میں نے بیان کی ہے آپ کو دنیا میں اپنا ایک مقام بنانا ہے۔ مقام بھی ایسا ہو جو نہایت اعلیٰ ہو۔ تمام غیر ضروری کاموں سے خود کو بچائیں اور دین کے ساتھ ساتھ دنیا کا علم بھی حاصل کریں۔ علم ایک محفوظ خزانہ ہے یہ آپ کے لئے بھی کارآمد ہے اور آپ جس کو اس کی طرف متوجہ کریں اس کے لئے بھی مفید ہے۔ دنیا کی وہ شخصیات جنہوں نے علم کے سلسلے میں کارنامے انجام دیئے آج بھی تاریخ میں ان کے نام محفوظ ہیں۔

”ملک ہے پیارا پاکستان“

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اسی لئے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کیا آپ نے غلامی کی تمام زنجیروں کو توڑ دیا تاکہ وہ سب انسان بھی سکون اور امن کی فضا میں سانس لیں جو سالوں سے اپنے نام نہاد آقاؤں کے ظلم کا شکار تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیا اور ہزاروں غلاموں کو

پھول مسکرائے

آزاد کیا۔ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں (۶۶۲ء) اسلامی سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ سے لے کر ملتان تک نہ صرف اسلامی حکومت قائم کی بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ یہاں جن مسلمانوں اور ہندوؤں پر ظلم ہو رہا تھا اُن کو راجہ داہر کے قید خانوں سے آزاد کر دیا۔ آزادی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے برصغیر ہندوپاک پر تقریباً ۱۰۰۰ سال حکومت کی لیکن پھر ہم اللہ کے قانون کو بھولنے لگے تو عیسائیوں نے ہزاروں میل دور سے (برطانیہ) آکر ہمیں اپنا غلام بنا لیا۔ لیکن بیدار رہنے والوں نے (جنہوں نے حق کی خاطر جہاد کیا) ہمیں گہری نیند سے جگایا۔ دن رات ہمارے بزرگ محنت کرتے رہے میدان جنگ میں اللہ کی خاطر اپنی جانیں قربان کرتے رہے (ٹیپو سلطان، شہید تیتو میر، حاجی شریعت اللہ، نواب سراج الدولہ مولانا محمد اسماعیل، سید احمد شہید اور بہت سی نامور ہستیاں) اس جدوجہد میں علماء کرام، نوجوان دینی مدارس کے طلبہ کی پر خلوص شخصیات (مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال، لیاقت علی خان اور قائد اعظم) جن میں بعض کے نام تاریخ میں موجود ہیں اور بعض کا صرف تذکرہ ملتا ہے اُن کے نام نہیں ملتے لیکن اُن کی قربانیاں، اُن کی جدوجہد ہی ہماری آزادی کا سبب بنی۔ اُن گناہ مجاہدین نے ہمیں ایک نام دیا اور اللہ کے کرم سے ہمیں ایک ملک (پاکستان) ملا۔

۳ اگست کو ہمارے مہربان آقائے ہمیں غیروں کے ظلم سے نجات دلائی۔ یہ پاکستان اللہ کی ایک امانت ہے۔ میرے پیارے بچو آپ کو اس عظیم امانت کی حفاظت بھی کرنی ہے اور اپنے اسلامی کردار و عمل کے ذریعے اس میں اللہ کے ہی قانون کو نافذ کرنا ہے۔ یہ وطن ہمارا پیارا وطن ہے اس کے شہروں، دریاؤں، چشموں، پہاڑوں، کھیتوں کو غور سے دیکھو۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی بہترین نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کی قدر کرنا ان کی حفاظت کرنا ان سے پیار کرنا یہ آپ کا کام ہے اگر آپ نے محنت کی تو آپ کی زمینوں میں اللہ تعالیٰ نے اتنی صلاحیت پیدا فرمائی ہے کہ یہ زمین سونا اگل سکتی ہے۔ آپ کو اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے یہ آپ کا فرض اولین ہے اگر آپ محافظ و مجاہد

بنیں گے تو آپ کے ملک میں رہنے والوں کو امن و سکون کی فضا ملے گی ہمیشہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے بہترین اعمال کو اپنی سیرت بنائیں کہ کس طرح انہوں نے مسلسل جہاد کیا اور پہلے صرف مدینہ پھر جزیرۃ العرب اور پھر دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر اسلامی حکومت قائم کی۔ آپ کو اپنے پیارے وطن میں اسلامی اخوت و محبت قائم کرنی ہے کیونکہ ہم سب مسلمان ہیں۔ ہمیں اسلام کی روشنی سے اپنے وطن کو روشن رکھنا ہے۔ آؤ پھول کر اس کی تعمیر و ترقی میں لگ جائیں اور اپنے رحیم و کریم آقا سے دعا کریں کہ ”اے ہمارے رب تو نے ہمیں غیروں کی غلامی سے نجات دلائی اب ہمارے شعور کو بیدار فرما دے تاکہ ہم تیری امانت کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہیں اور پوری ملتِ اسلامیہ کو ایک منزل پر جمع کر دیں“ آمین!

”روشن روشن تارے“

نظموں کے اس حصے میں قائد اعظم، علامہ محمد اقبال، شاہ بھٹائی، خوشحال خاں شاک اور سچل سرمست شامل ہیں۔ قائد اعظم کو اللہ تعالیٰ نے بانی پاکستان بنایا۔ علامہ اقبال جو ہمارے قومی شاعر ہیں انہیں کی عظیم کوششوں سے قائد اعظم سیاست سے وابستہ ہوئے تھے۔ یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ اُس نے قائد اعظم کو طاقت و قوت بخشی اور وہ آزادی حاصل کرنے والے قافلے کے سردار بن گئے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن اُن کی باتیں اُن کا عمل زندہ ہے۔ علامہ اقبال جن کی شاعری نے پوری قوم کو ایک گہری نیند سے بیدار کیا۔ اُن کی شاعری میں اسلامی رنگ ہے وہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کریں اور ایک ملتِ واحدہ بن کر دشمنوں کے حوصلوں کو پست کر دیں۔ اُن کی شاعری شریعتِ اسلامیہ کا ایک مسلسل پیغام ہے بچو اس پیغام کو سنو اور آگے بڑھتے رہو۔ اِن شاء اللہ تمہارے رستے کی تمام مصیبتیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ شاہ بھٹائی سندھی ادب کے مشہور و معروف شاعر ہیں۔ یہ ایک ایسے عظیم شاعر ہیں کہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اُن کے اشعار پڑھ کر محبت کا

پھول مسکرائے

جذبہ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ وطن کی محبت دل میں جاگتی ہے۔ دل سے نفرتیں، کدورتیں ختم ہوتی ہیں۔ بچو آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اُن کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر اُس پر عمل کریں۔

خوشحال خاں خٹک پشتو ادب میں عظیم مقام رکھتے ہیں اُن کی شاعری میں بھی یہ خوبی موجود ہے کہ سوتے ہوئے ذہنوں کو بیدار کرنے میں انہوں نے بہت بڑا کردار ادا کیا۔ بچو اچھے شعراء بھی ہماری قوم کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اگر آپ نے اُن کے سرمایہ کو اپنا سمجھا اور خود بھی اُس پر عمل کیا۔ تو یہ سرمایہ آپ کی شکل اختیار کر لے گا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سرمائے میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

وادی مہران کا عظیم شاعر سچل سرمست کو کہا جاتا ہے۔ اُن کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ سات زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے انہیں سات زبانوں کا شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ اُن کی شاعری سچائی کی طرف لے جاتی ہے۔ اُن کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو انسان کو انسانیت کا پیغام دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اُن کی شاعری غم و الم میں مسرت کی کرن بن جاتی ہے۔



”اقراء روضۃ الاطفال“

اقراء روضۃ الاطفال سب سے پہلے چھوٹے میدان میں واقع مولوی زوار حسین کے مکان پر ۱۹۸۲ء میں قائم کیا گیا اس ادارے کے مدیر مفتی ولی حسن ٹونکی قدس سرہ تھے اور نائب مدیران میں مفتی منزل حسین کا پڑیا، مفتی خالد محمود اور مفتی محمد جمیل خان کے نام شامل تھے جو آج بھی اس مدرسے کے روح رواں ہیں لیکن مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب اس ادارے کے مدیر ہیں ان محترم شخصیات کی بہترین قیادت اور انتھک محنت و کاوش کے نتیجے میں یہ ادارہ دن بہ دن ترقی کر رہا ہے آج اللہ کے فضل و کرم سے اس ادارے کی چودہ شاخیں کراچی کے مختلف علاقوں میں روشنی کے میناروں کی صورت میں موجود ہیں گلشن اقبال میں اقراء روضۃ الاطفال کے ساتھ ایک اسکول بھی موجود ہے۔ گوجرانالہ میں بچوں کی مونٹسری بھی شب و روز ترقی کر رہی ہے بچیوں اور بچوں کے لئے الگ الگ شاخیں ہیں۔ حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ بچوں کو اخلاقیات کا درس بھی دیا جاتا ہے تمام علاقوں میں جو مدارس قائم ہیں ان کے انتظام کے لئے ناظم مقرر ہیں معلمات اور بچیوں کے پردے کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ اس ادارے کے تحت کچھ علاقوں میں مدرسے کے ساتھ ساتھ چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کے لئے نرسریز بھی کام کر رہی ہیں جو سازگار ماحول میں ان کی نشوونما میں معاون و مددگار ہیں۔ مفتی منزل حسین کا پڑیا اور مفتی محمد جمیل خان نے بچوں کی دینی صلاحیتوں کو ابھارنے میں انتہائی عمدہ اور موثر کردار ادا کیا بچوں کی خوبصورت آوازوں کو قرأت اور ملت اسلامیہ سے متعلق نظموں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے ان کیسٹوں کو سن کر دوسرے بچوں کے ذہن میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی محبت بیدار ہوتی ہے۔

لاہور میں اقراء روضۃ الاطفال ماڈل ٹاؤن میں موجود ہے۔ یہاں کے ناظم مولانا شبیر احمد صاحب ہیں اس ادارے میں تقریباً ۵۰۰ بچے دین کی تعلیم سے اپنے ذہن و دل کو روشن کر رہے ہیں مفتی خالد محمود اور مفتی محمد جمیل خان صاحب ہر مہینے لاہور

پھول مسکرائے

کا دورہ کرتے ہیں اور یہاں کے مدرسے کی ترقی کے لئے مسلسل مصروف عمل ہیں کراچی میں اقراء روضۃ الاطفال کی مختلف شاخوں میں تقریباً دس ہزار بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ تقسیم اسناد کے سلسلے کے پروگرام وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ جس میں حافظ بچوں اور بچیوں کو نشان اقراء شیلڈ کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ اقراء کی سند کے ساتھ ہی وفاق کی سند سے بھی ان کو نوازا جاتا ہے جو ان کی حسن کارکردگی کا ایک روشن نشان ہوتا ہے۔ معلمات اور بچیوں کے پردے کی وجہ سے طالبات کا پروگرام طلبہ سے الگ ترتیب دیا جاتا ہے ان خصوصی پروگراموں میں بچوں اور بچیوں کی بہترین خوبیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔

”مدرستہ البنات“

شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۲ء میں فردوس کالونی (کراچی) کے علاقے میں مدرستہ البنات قائم کیا۔ آپ کی حیثیت مدیر اعلیٰ کی تھی آپ کے قابل فخر مرید حاجی محمد یوسف صاحب اس مدرسے کے نائب مدیر تھے آج بھی حاجی صاحب اپنی ضعیفی اور کمزوری کے باوجود مسلسل اس ادارے کے لئے دن رات کام میں مصروف ہیں۔ مولانا احمد علی لاہوری صاحب نے مدرستہ البنات کے نام سے ایک ادارہ شیرانوالہ دروازہ (لاہور) پر قائم کیا تھا فردوس کالونی والا مدرسہ اسی ادارے سے وابستہ ہے۔ آٹھویں کلاس تک بچیوں کو یہاں تعلیم دی جاتی ہے۔ نصاب جو قرآن و احادیث سے متعلق ہے۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ جو عمر اور کلاس کے مطابق ہے۔ دنیا کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کو دین کی بہترین تعلیم دی جاتی ہے جس سے ان کی دنیا بھی روشن ہو جاتی ہے حفظ قرآن کی کلاس بھی مدرسے میں موجود ہے۔ جس میں ۳۰، ۳۵ بچیاں زیر تعلیم ہیں ہر سال چار پانچ بچیاں حفظ قرآن کی تکمیل کرتی ہیں اور محترم حاجی محمد یوسف صاحب پردے میں دعا کراتے ہیں اور بچیوں کو انعامات دیئے جاتے ہیں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریبات بھی

ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ اپنی بصیرت افروز تقریر سے بچیوں کے علم کے چراغوں کو اور روشن فرمادیتے ہیں۔ اس وقت تقریباً ۵۰۰ بچیاں مدرسے میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

”جامعہ ابی بکر“

جامعہ ابی بکر گلشن اقبال میں صمدانی اسپتال کے قریب واقع ہے ۱۹۷۹ء میں امام کعبہ عبداللہ السبیل نے اس مدرسے کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے مدیر محمد ظفر اللہ صاحب ہیں جو کہ جامعہ کراچی کے شعبہ اسلامیات کے چیئرمین ہیں۔ مدرسہ اہتہائی صاف ستھرا ہے۔ یہاں ذریعہ تعلیم عربی ہے اس مدرسے کا الحاق مدینہ یونیورسٹی سے ہے اور اس کے بعد دو سال کی تعلیم احادیث کی ہے یہ چار سال معہد الثانوی (سکینڈری اسکول) کے ہوتے ہیں۔ ۳ سال کلتیہ الحدیث (کالج) کے ہوتے ہیں اس طرح طلباء کو آٹھ سال کے کورس کو مکمل کرنے کے بعد عالم کی سند دی جاتی ہے۔ اس وقت ۳۵۰ طلباء جامعہ ابی بکر میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ طالب علم مختلف ممالک سے آتے ہیں۔ (افریقہ، تھائی لینڈ، افغانستان، چینیا، لندن انڈونیشیا، ایران) پاکستان کے نوجوان بھی بحیثیت طالب علم کے یہاں موجود ہیں۔ مدرسین کی تعداد ۲۵ ہے۔ یہاں دو استاد مصر، ایک سوڈان، ایک امریکہ، دو ایتھوپیا اور باقی پاکستان کے ہیں۔ ان کے ملک کی زبان کوئی بھی ہو لیکن یہاں سب طلباء عربی زبان میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔

ہر سال شعبان اور رمضان المبارک میں مدرسے کے طلباء کو چھٹیاں ملتی ہیں۔ جب طلباء کو سند مل جاتی ہے تو مدرسے کی طرف سے انہیں اپنے ملک کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ درمیانی وقفہ میں اگر کوئی طالب علم بیمار ہو جائے اور بڑی مجبوری پیش آجائے تو مدرسے کی طرف سے اس طالب علم کو اس کے ملک کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ عام طور پر طلباء اپنے نصاب کی تکمیل کر کے ملک واپس لوٹ جاتے ہیں۔ جامعہ ابی بکر میں طلباء

بھل سکرانے

کے طہام و قیام کا بہترین انتظام ہے۔ سورت سے میں طلبہ کے لئے تیسری منزل پر ایک کچھ ہے جہاں پڑھنے سے تمام طلبہ اپنی کتابوں سے اجازت سے لیا کرتے ہیں۔ سورت سے میں ایک دوسرا امر یہی ہے۔ جہاں کسی سے تحقیق تمام کتب موجود ہیں۔ طلبہ کی سہولت میں اختلاف کے لئے عرب اور پاکستان کے بہترین جبرو علماء کرام کی تقاریر ہوتی رہتی ہیں۔

فدائے اوقات میں لڑکے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھیلتے ہیں۔ اور کبھی کبھی کھیلوں کے مقابلے بھی ہوتے ہیں۔ یہ تمام انتظامات طلبہ خود کرتے ہیں۔ سورت کا ماحول اجتماعی یا کچھ ہے اس لئے اپنے شاگردوں سے اجتماعی شفقت و محبت کا پرتو کرنے میں اور تمام طلبہ اساتذہ کا احترام کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ سورت کا ماحول کھتے وقت خود بخود یہ فطرت پرے لبوں پر آگیا ہے۔

== پدا الہی جاسو

اس ملک میں یہ جاسی گر

پیر تو بدلا ملک بھی

ہوگا کسی دن اسی پر

”سر سو کھا“

سر سو گو تخت گر تو کھا کراچی کا ایک ممتاز مدرسہ کھا ہے۔ اس کی عمارت دوسرا اور اجتماعی سر سو و شاداب ہے۔ سائنس و آرٹس کے مضامین جہاں پڑھانے جاتے ہیں۔ جہاں بہترین کتب فائدہ ہے جہاں تمام مضامین سے تحقیق کتب و دفتر متداول ہیں۔ موجود ہیں۔ الامریہ سے ملتی ایک دوسرا دارالطالعہ بھی ہے اس کے علاوہ ایک مستعدی کتب خانہ راجستھانی تعلیم شریک کے نام پر قائم ہے تاکہ غرضت جو طالبات فائدہ حاصل کریں۔ اس کھا میں ۱۰۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۱۰ اساتذہ طالبات کی علمی ترقی کے لئے یہ لوگوں مستعد نظر آتے ہیں۔ طالبات اور اساتذہ کے درمیان محبت

خلوص اور احترام کی فضا نظر آتی ہے جو اس کالج کی ترقی کا راز ہے۔

ایک معیاری درسگاہ کے لئے جو سہولتیں لازم قرار دی گئی ہیں وہ سب یہاں موجود ہیں آج اس درسگاہ کو جو مقام اور مرتبہ حاصل ہے وہ یہاں کی انتظامیہ، اساتذہ اور طالبات کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کالج کے محسنین میں راحیل بیگم شروانیہ، بیگم شہاب الدین صدیقی اور سید الطاف علی بریلوی کے نام سرفہرست ہیں آنے والا مورخ ان کے کارناموں کو آب زر سے لکھے گا اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے گا تاکہ آنے والی نسلیں ہمیشہ اس سے اکتساب نور کرتی رہیں۔

آج کل اس ادارے کی سربراہ انگریزی ادب کی استاد مسز عقیلہ تنویر ہیں۔ جو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہی ہیں:

ملک میں علم و بصیرت کا ہے یہ ایسا چراغ
روشنی لیتے ہیں جس سے قوم کے روشن دماغ

000





تحریر ہے لغات بھی نظموں کے ساتھ ساتھ
”بچوں کی شاعری“ پہ یہ پہلی کتاب ہے

نظموں کے سلسلے سے اشعار بھی درج ہیں
کیا خوب ہے کتاب کہ جو لاجواب ہے

مُصَبِّحَةُ نَقِي



”لُغَات“

” حمد “

اللہ تعالیٰ کی تعریف	حمد
ہمیشہ	نت
بڑا فائدہ، بڑی بخشش	فیضان
رانگ کو چاندی یا تانبے کو سونا بنانا	کیمیا
ہمیشہ رہنے والا	غیر فانی

” مہربان آقا “

محبت کرنے والا	مہربان
مالک، حاکم	آقا
معافی، چشم پوشی	در گذر
گناہ، قصور	خطا
خواہش	طلب
اکیلا ہونا، بے نظیر ہونا، بے مثال ہونا۔	یکتا
نمونے کا	مثالی
انوکھا، جدا	نرالا

” مشکل کشا “

مشکل حل کرنے والا۔ مصیبت دور کرنے والا	مشکل کشا
ضرورت پوری کرنے والا	حاجت روا
گزار، چمن۔ باغ۔	گھسار

پھول مسکرائے

ایک کافر بادشاہ (جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا اور آگ اللہ کے حکم سے گلزار بن گئی تھی)۔

چھٹکارا

جات

”نعت“

تعریف و توصیف (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف)

اجالا، چمک

خوشبو، مہک

انسان

بزرگی

حجت، ثبوت

سچا دوست (خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب)

”شہرِ مکہ“

کرم، مہربانی

پہلا

قریب

”شہرِ مدینہ“

رات دن

کاتنا

زیادہ

”ارکانِ دین“

رکن کی جمع۔ ستون

کھلا، صاف

نعت

نور

نہت

بشر

فخر

دلیل

خلیل

رحمت

اولیں

قریں

شب و روز

خار

سوا

ارکان

سبب

پھول مسکرائے

حکم نامہ	فرمان
مخوذ قلعہ	حصن حصین
نشان	علامت
اندھیرا	خامت

”قرآنِ پاک“

عقلمندانہ	عارفانہ
طرف	سمت

”راہِ حق“

سچائی کا راستہ	راہِ حق
آیت کی جمع۔ قرآنِ پاک مکمل جملے	آیات
آدمی	بشر

”اہلِ علم“

دینی قانون	شریعت
دنیا کو پہلنے والا (اللہ)	رب عالم

”رزقِ حلال“

جائز روزی	رزقِ حلال
آرام	راحت

”جنتِ محل“

ایمان والا	مومن
------------	------

”شوقِ جہاد“

حق کی حمایت میں انتہائی کوشش (اللہ کی رضا کے لئے جان و مال سے لڑنا)	جہاد
---	------

پھول مسکرائے

نہایت سچا (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب)

خطبہ یا وعظ کہنے کا مقام (لکڑی کا زینہ سا ہوتا ہے)

منبر پر بیٹھے

صدیق

منبر

منبر نشین

بلال

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو تاریخ اسلام میں پہلے موزن

ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

عظمت

حرمت

پورا کرنا

تکمیل

زندگی

حیات

”مجاہد“

کوشش کرنے والا (کفار سے حق کی خاطر لڑنے والا)

عقل، ہوش

مجاہد

شعور

زمین

ارض

محبت کرنے والے

اہل محبت

تمام تر خلوص کے ساتھ

بصد خلوص

کشتی، جہاز

سفینہ

بھنور، پانی کا چکر

گرداب

گود

آغوش

سنجیدگی

وقار

خوبصورت، زینت

نگار

رنج و ملال

غم و الم

”اسلام کے سپاہی“

پندار	خیال، غرور
سرخ آندھیوں	سرخ آندھی کی جمع۔ اللہ کے باغیوں
رہنما	راستہ دکھانے والا
سیف	تلوار
جوہر	ہنر، کمال
طاغوتی	باغی، حد سے گزرنے والا
بیدار	ہوشیار۔ جاگا ہوا
ہیبت	خوف، ڈر
دشمن دین	دین کا دشمن
جگ	دنیا
شاہینوں	شاہین کی جمع۔ اعلیٰ قسم کا بلند پرواز باز (جو بلندی اور خودداری کی علامت ہے)
داستانیں	داستان کی جمع۔ قصے، تاریخ
ہلال	پہلی رات کا چاند
پرچم	پاکستان کا جھنڈا
تکبیر	جھنڈا
صدا	اللہ کی بڑائی کرنا (اللہ اکبر کہنا)
خالد	آواز
	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عراق و شام کے فاتح۔ جنگ موتہ کی کامیابی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سیف اللہ کے لقب سے نوازا)
موسیٰ	موسیٰ بن نصیر (خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور میں افریقہ کے گورنر تھے اور اسپین کو طارق بن زیاد کے ساتھ مل کر فتح کیا)

پھول مسکرائے

طارق

طارق بن زیاد (حضرت موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام اور فاتح اسپین)

قتیبہ

قتیبہ بن مسلمہ (خلیفہ ولید بن عبد الملک کے دور میں ترکستان فتح کیا)

جرات

دلیری، بہادری

”گھائے کا سودا“

گھائے کا سودا

نقصان کا سودا

جنگ یمامہ

ایک جنگ (خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی) عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) قسمت، نصیب۔

عمار

بخت

موت کا خوف

خوف مرگ

”شہید کا درجہ“

خالد ولید

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معرکہ

لڑائی کا میدان

غازی

کفار سے لڑنے والا (فتح مند مسلمان)

شہادت

راہ حق میں جہاد کرتے ہوئے مارا جانا (شہید ہونا)

اجل

موت

آرزو

تمنا، مراد

”سوار اور سواری“

حجرہ

مسجد کی ایک طرف رہائشی کمرہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر)

پھول مسکرائے

سلطان بادشاہ

بحر سمندر

بر زمین

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

سلطان بحر و بر

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

چھوٹے نواسے)

حسین

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا مبارک)

دوش مبارک

منظر جمیل حسین منظر

جس نے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کی حالت میں

دیکھا

صحابی

اہتانی ادب کے ساتھ

بصد ادب

آسمان

فلک

پہنچ

رسائی

کان

گوش

قربان

نثار

لاڈ

ناز

”پہلی منزل“

قیامت

آخرت

ایمان والا

صاحب ایمان

ہمیشہ

سدا

”ہم ہیں خدا کے واسطے“

تکلیف

دکھ

برداشت کئے	سہے
ظلم کے تیر	تیرِ ستم
ایک	اک
ارادہ	عزم
وجود، ذات	نفس
شکست، ہار	مات
ٹکڑے ٹکڑے	پاش پاش

”چراغِ محبت“

دل کی کشش	جذبِ دل
وفا کا راستہ	راہِ وفا
دنیا	کائنات
ساز	بربط
ڈوبا ہوا	عرق
گروہ	فرقہ
گروہ بندی	فرقہ پرستی
لعنت کی جمع پھٹکار	لعنتیں
انبار	خرمن
نفرت کا انبار	خرمنِ نفرت
سوئے ہوئے	مخواب
عقیدت کے آنسو	اشکِ عقیدت

”منزل“

بوجھ، وزن

بار

اللہ کو ایک ماننا	توحید
زندگی کا راستہ	راہِ زیست
دنیا، جہاں	کون و مکان
مانگنے والا	سوالی
باغ	گلشن
دل کا حال	حالِ دل
اللہ کا حکم نامہ (قرآن مجید)	فرمانِ خدا
آنکھ	دیدہ

”ہمسائیہ“

پڑوسی	ہمسائیہ
بات	قول
اسلام کا پیرو (اللہ کا فرمانبردار)	مسلم
اللہ کو نہ ماننے والا (نافرمان)	غیر مسلم

”ماں کی دعائیں“

چمک دمک، روشن روشن	جگمگ
رتبہ کی جمع، درجے	رتبے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باتیں	حدیثِ آقا
بدلہ	اجر
طریقہ	سنت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ	نبی و سنت

”بڑوں کا ادب“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفۃ اول)	صدیق
---	------

عمر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ ثانی)

روئے زمین زمین پر

غزاں پت جھڑکا موسم

ثمر پھل

عبداللہ ابن عمر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سی احادیث مروی ہیں

تاریخ اسلام میں آپ کو اس علم کی وجہ سے بہت بڑا درجہ حاصل

ہے۔

پاسِ ادب ادب کا خیال

”اُستاد کا ادب“

والدِ معنوی استاد (روحانی باپ)

فسانے داستانیں

”ماں کی خدمت“

صوفی متقی، پرہیزگار

منش عادت

شاہِ شرف ایک صوفی بزرگ

فرزند پینٹا

کلید کنجی

راحت آرام

”انسان دوستی“

انس محبت، پیار

نکھار اجلا پن

زندگی	زیست
زندگی کی کڑواہٹ	تلخی حیات
مٹھاس	شہینی
خوش مزاج	خلق
لحاظ	مروت
خودداری	اناپسندی
غلاف، چھلکا	خول
دوسرے کے فائدے کے لئے	ایشیا
ہر ایک کا ذاتی فرض	فرض عین
”علم“	

سنگھار	زینت
کھلا ہوا	شکفتہ
ڈاکو۔ لٹیرا	رہزن
پونجی	سرمایہ
زرمی	لطافت
پھندا۔ حلقہ	کنند
عاشق	شیدائی
چمک، دمک	جلا

”بچے“

عزت

احترام

”۲۳ مارچ“

تاریخ بنانے والا

تاریخ ساز

ناز کا سبب، ایسی دولت جس پر ناز کیا جاسکے

مایہ ناز

جنہوں نے لاہور کے مسلم لیگ کے اجلاس (۱۹۴۰) میں قرارداد

فصلِ حق

پاکستان پیش کی تھی

رہنمائی

قیادت

کسی بات کو شروع کرنا، کوشش

تحریک

قوس قزح

دھنک

بسانا، معطر کرنا

رچانا

”۱۴ اگست“

خوشی کا رنگ

رنگِ طرب

مسرور

شاد

چراغ

دب

گلیاں

کوچے

قدم

گام

”آزادی“

تحفہ

نذر

سلف کی جمع۔ پچھلے بزرگ

اسلاف

خون

ہو

نو بصورتی

رعنائی

”۱۶ ستمبر“

سچائی کی مار	ضربِ حق
تکبر، گھمنڈ	غزور
ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات	برہمن
(ذاتِ پات کا تصور ہندو مذہب میں پایا جاتا ہے۔ اسلام ذاتِ پات سے پاک ہے۔)	
پرانا	کہن
بہادر	جیالا
برصغیر کا مشہور فاتح۔ (محمود غزنوی جو تاریخِ پاک و ہند میں بت شکن کے نام سے مشہور ہوئے)	محمود
دشمن	عدو
معرکہ میں ڈٹا رہنے والا (سلمنے ہو کر جنگ کرنے والا)	سینہ سپر
معرکہ کی جمع۔ لڑائی کا میدان	معرکوں
جھکتا، جھکا ہوا	نگوں
پائیداری، مضبوطی	استقامت
شہرت	دھوم
سچائی کے لئے (اللہ کی رضا کے لئے)	بہر حق
نہال کی جمع۔ تازہ لگائے ہوئے پودے	نہالان
محل	ایوان
”راستہ اب ہے یہ پاکستان کی تعمیر کا“	
ولولہ، دل کا جوش	جذبہ
وطن کی محبت	حبِ وطن

قوم	ملت
لوہے کی دیوار	آہنی دیوار
شہراؤ، عام فائدے کے لئے کسی چیز کو مخصوص کر دینا	وقف
خلوص کے ساتھ	صدقِ دل
وہ قوت جو بڑے کاموں سے روکے	ضمیر

”شاہراہ کا بکشاں“

بڑا راستہ	شاہراہ
وقت	زماں
نمایاں	آشکار
جنگل	دشت
وہ باغ جس میں لالے کے پھول کثرت سے ہوں	لالہ زار
سچائی	صداقت
ہمراہی، ساتھ	جلو
موجودات	کائنات
مصری	نبات
مٹھاس	قند

”عزمِ جواں“

ارادہ	عزم
ہم آواز	ہمنوا
خواب کے معنی بتانا	تعبیر
کسی کے برابر ہونے کی خواہش	رشک
چاند ستارے	ماہ و اختر

پھول مسکرائے

ہم سر
ہم رتبہ
ناسازی حالات
حالات کی خرابی

دہر
گردش
تیرہ بختی
آفات
دنیا
انقلاب
بد نصیبی
آفت کی جمع - مصیبت

”سوہنی دھرتی“

سوہنی
دھرتی
مہر
پیاری
زمین
سورج

”چمکتی چاندی“

نکارِ وطن
لوح
طلب گار
دست
وطن کی خوبصورتی
تختی
خواہش مند
ہاتھ

”ہمارا وطن“

دل کشی
صبحِ ازل
دلبری
مرصع
آبشاروں
کوہ ساروں
دل لبھانے والے
وہ صبح جس کی کبھی دوپہر نہ ہو
پیاری
آراستہ
آبشار کی جمع - جھرنا
کوہسار کی جمع - پہاڑوں کا سلسلہ

مسکراہٹ	تبسم
ناموس	آبرو
پھل	ثمر
دروازہ اور چھت	درو بام
راستہ بھولے ہوئے	گمراہ

”ارادے“

نشانی	نقش
گذرا ہوا زمانہ	ماضی
لذت، مزہ	لطف
نجم کی جمع - ستارے	انجم
اندھیرا	تاریکی
دھیان، توجہ	لو
جس کی عبادت کی جائے (اللہ تعالیٰ)	معبود
لطف کی جمع - مہربانیاں	الطاف
مصیبت	بلا

”احساس کی زباں“

قائد اعظم محمد علی جناح (پاکستان کے پہلے گورنر جنرل)	قائد
عقل، سمجھ	تدبر
سوچ	فکر
روشن	ضوفشاں
غم کی آندھی	صرصرِ غم
گھر، گھونسلہ	آشیاں

قائدہ	کارواں
لیاقت علی خاں (پاکستان کے پہلے وزیر اعظم)	لیاقت
بھید سے واقف	رازداں
تشریح کرنے والا	ترجمان

”سلسلہ رنگ و بو کا“

جاری	روا
ترانہ پڑھنے والا	نغمہ خواں

”قائد اعظم“

کوشش	جہد
تن	پیکر
راستہ دکھانے والا	رہبر
لوہے جیسی طاقت والا آدمی (قائد اعظم)	مرد آہن
دولت	دھن

”علامہ محمد اقبال“

بے خوف، دلیر	بے باک
آسمانی	افلاکی
بکھیرے	رولے
جب تک دنیا قائم ہے ان کا نام زندہ رہے گا (لیکن ہمیشہ قائم رہنے والی ذات تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے)	پائندہ

”شاہ بھٹائی“

محبت کا سبق	درسِ محبت
اللہ کی محبت	عشقِ خدا

طریقہ، دستور
دل کی دھڑکن

مسک
دھڑکا

”خوشحال خاں خٹک“

برداشت کئے

سہے

تلوار اور نیزے کا دار روکنے والا آلہ

ڈھال

آگ کے ڈھلے ہوئے ٹکڑے

انگارے

”سچل سرمست“

جگنو کی جمع۔ ایک اڑنے والا کیرا جس کے جسم سے رات کو روشنی نکلتی ہے۔

جگنوؤں

ریگ زار کی جمع۔ ریگستانوں

ریگ زاروں

فکر کی جمع۔ سوچ، خیال

افکار

”اقراء روضۃ الاطفال“

مخزن

مخزن

مخزن

دینِ فطرت

”مدرستہ البنات“

گزار

چمن

تمدن

طرز معاشرت

بنیاد

چرچہ کی جمع۔ شہرت

چرچے

بنیاد رکھنے والا

بانی

قیامت تک

قیامت

خوبی جو کسی کی ذات میں ہو	صفت
چمکتا ہوا	تابندہ
معزز، عالی مرتبت	سرافراز
اہل عقل	اہل دانش
اتباع کرنے والا	پیرو
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ)	صدیقہ
حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ، بہترین شاعرہ اور مجاہدہ)	خولہ

”اقراء روضۃ الاطفال“

مدرسہ، لکھنے پڑھنے کی جگہ	مکتب
سبق	درس
حق و باطل میں فرق کرنے والا (قرآن مجید)	فرقان
مہربانی	شفقت
کمال، جوانی	بلوغت
ایک علم جس میں حروف کو ان کے صحیح مخارج سے ادا کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔	تجوید
رب کی وحی	وحی رب

”جامعہ ابی بکر“

متعلق، نسبت کیا گیا	نسب
حاصل کرنا	کسب
سچائی و پاکیزگی	صدق و صفا

طلب کرنے والا	طالب
بھائی چارہ	اخوت
احکام شریعت کا پہچانا	تبلیغ
صرف	نری

”سر سید کالج“

محبت	چاہت
چھپر	سائباں
سایہ ڈالے ہوئے	سایہ بنگن
قرینہ کی جمع۔ ڈھنگ	قرینے
ہمزوالے	باہمز
جاہ و جلال، رعب داب	شوکت
ظاہر، آشکارا	ھویدا
سر سید احمد خان	سید
پردے میں، شرمندہ	محبوب
جاننے والا	آگہی
محفل	انجمن
وضع داری	بانکن
پیشانی	جبیں
راحیل بیگم شروانیہ (بانی سر سید کالج)	راحیلہ
سید الطاف علی بریلوی (بانی سر سید کالج، جنرل سکریٹری آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس)	الطاف
مسز ام سلمیٰ زمن سابق پرنسپل سر سید کالج	ام سلمیٰ
مسز آمنہ کمال سابق پرنسپل سر سید کالج	آمنہ

پھول مسکرائے

مسز عاتکہ بیگ سابق پرنسپل سرسید کالج	عاتکہ
مسز نسیم شاہ سابق پرنسپل سرسید کالج	نسیم
مس ایمنہ صدیقی سابق پرنسپل سرسید کالج	ایمنہ
آنکھ کی روشنی	بصارت
دل کی بنیائی	بصیرت

”رافع کے نام“

تعظیم	توقیر
غیر شفاف	دھندلے
سرخ رنگ کا، میرا	لعل
چمکدار	درخشاں
گھڑی	ساعت
ظلم، زیادتی	حفا

”گکڑیا“

تاروں کی محفل	کہکشاں
لکڑی کے گول گھیرے پر کھال منڈھی ہوتی ہے اسے دف کہتے ہیں (لیکن اس کے درمیان میں لوہے کے ٹکڑے لگا دیں تو جھنکار پیدا ہوتی ہے اس لئے از روئے شریعت اسلامیہ لوہے کے ٹکڑے لگانا منع ہے)	دف

ایمان کا نور	نورِ ایمان
عادت، خصلت	سیرت

”عرض احوال“

حال کی جمع۔ کیفیات	احوال
--------------------	-------

خوفزدہ	ہراساں
شیطان	ابلیس
شب بیداری	رت جگے
قاتل کا کوچہ	کوئے قاتل
ذبح کئے ہوئے جانور کا پھڑکننا	رقص بسمل
شیطانی کام (جن کاموں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم	شیطان کا جال
نے روکا)	



*
 علم کی صنوف سکر کی توتیوں سے یہ معجز ہیں
 طالبانِ علم کے ادراک کا یہ نور ہیں
 *

بہنو چادر آدھی

2, OLD UNIVERSITY CAMPUS
HYDERABAD, SINDH

PROFESSOR

Dr. Ghulam Mustafa Khan

M.A., LL.B., Ph.D., D. Litt.

Dated.. ۶ اکتوبر

محترم و مکرم السلام علیکم وعلیٰ آلہ وابتہ

آپ کی دونوں کتابیں (۱) خطیب اللہم اور (۲) روشنی کے سلسلے
انگریزی ڈاکٹر نظر کا مرانی نے پہنچائیں۔ ان کا اور آپ کا بہت ممنون ہوں۔
اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات جاری و ساری رکھے اور اسی طرح
دینی تبلیغ کی زبانی کے بزبان سعادت عطا فرماتا رہے۔ آمین۔ آمین۔
بیماری کی وجہ کے زبانی نہیں لکھ سکتا۔ کوئی خیال نہ فرمائیں۔

عقد حوالہ
نور علی



پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری

نص قرآنی ہے کہ اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! ”تم بھی ان پر رحمت و سلامتی بھیجتے رہا کرو“ ان آیات کریمہ کی روشنی میں دیکھئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و ثنا اختیاری نہیں رہتی بلکہ مسلمانوں کے لئے فریضہ بن جاتی ہے۔

قابل رشک و لائق احترام ہیں وہ نفوس پاکیزہ جو محترمہ نہ سحانہ تبسم فاضلی کی طرح اس فریضے کو نثر و نظم دونوں کے وسیلے سے بطریق احسن ادا کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ بطریق احسن ان معنوں میں کہ نہ سحانہ تبسم فاضلی اپنے ادائے فرض میں حرف و صوت کے ایسے خوبصورت و دلکش پیکر تراشتی ہیں اور غنا و الحان کے ایسے نغمہ ریز آہنگوں سے کام لیتی ہیں کہ ان کی آواز ان کے دل سے نکل کر سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔

کمال یہ ہے کہ اگرچہ نہ سحانہ تبسم فاضلی کی آواز عشق الہی و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں ڈوب کر باہر آتی ہے لیکن اپنے آپ میں دونوں کو اس طرح مدغم نہیں کر لیتی کہ حمد و نعت میں فرق کرنا مشکل ہو جائے۔ نہ سحانہ کے ذہن میں یہ قول معروف کہ ”با خدا دیوانہ و ما مصطفیٰ ہشیار باش“ ہمہ وقت رہتا ہے۔ اس لئے وہ نعت گوئی کی نازک سے نازک اور مشکل سے مشکل منزل سے بھی آسانی سے گزر جاتی ہیں۔ حمد و نعت کے باب میں حفظ مراتب کی یہ وہ منزل ہے جس سے کامیاب گزرنے کے لئے محض تخلیقی قوت یا وسعت مطالعہ سے کام نہیں چلتا بلکہ توفیق الہی بھی ضروری ہوتی ہے اور نہ سحانہ تبسم فاضلی کو محمد اللہ یہ توفیق میسر ہے۔



پروفیسر ڈاکٹر ضیف فوق

محترمہ سبحانہ تبسم فاضلی تاریخ اسلام کی استاد اور ایسی شاعرہ ہیں، جن کے علم اور جذبے نے ایک دوسرے سے تقویت پائی ہے۔ اُن کے تین مجموعے "مہکتے حرف"، "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" شائع ہو چکے ہیں۔ اپنی شاعری کی ابتدا انہوں نے غزل سے کی تھی، لیکن اب وہ اس مقام خیر میں ہیں، جہاں دین کے علاوہ کوئی شے قابل اعتنا نہیں ٹھہرتی۔ اردو میں دین سے تعلق رکھنے والی نظم و نثر کا بڑا سرمایہ موجود ہے بلکہ اردو زبان و ادب کی ترقی میں اس سرمائے نے پیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ خصوصاً شاعری میں کئی اصناف اس دینی تعلق کی گواہ ہیں۔ حمد، نعت، منقبت اور سلام میں مشاہیر، شعراء نے اپنے کمال کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان میں نعت کی راہ تلوار سے تیز اور بال سے باریک بتائی جاتی ہے کہ محبت اور حفظ مراتب دونوں کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ نعتیہ قصیدوں اور نظموں میں استادان فن کے تخیل کی توانائی اور ان کے جذبوں کی گرمی نے ایسے نقش ابھارے ہیں کہ ان میں شاعری کے جمالیاتی اوصاف سمٹ آئے ہیں۔ پھر خود غزل، قطعہ اور رباعی بھی اس رنگ سے خالی نہیں ہیں اور مرثیے میں فصاحت و بلاغت کے کئی عناصر جمع ہو گئے ہیں۔ یہاں تصوف کی اس وسیع روایت کا ذکر نہیں، جس میں مجاز حقیقت اور کفر بھی نوع ایمان بن جاتا ہے۔ اس شاعری نے جو شریعت کے دائرے میں رہی ہے محسن کا کو ردی جیسے باکمال شاعر پیدا کئے ہیں۔ پھر امیر مینائی، احمد رضا خاں بریلوی، اقبال، حالی، ظفر علی خاں اور حفیظ جالندھری جیسے شاعروں نے اس طرف جو توجہ کی ہے، اس میں ولولہ و احترام کے ساتھ فنی خوبیوں کے بعض بے مثال نمونے ملتے ہیں۔ اقبال نے ذات رسول مبارک کو "دین ہمہ اوست" قرار دیا اور "ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی" کہا تھا۔ اس بڑے کارواں میں اپنی سادگی، اپنے خلوص، اپنے علم، اپنے تجربے اور اپنے دل کی روشنی کے ساتھ سبحانہ تبسم فاضلی کو بھی شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ "خطیب الامم" میں حمد باری تعالیٰ کے بعد نعت گوئی کا جو سلسلہ ہے، وہ گویا روشنی کا سلسلہ ہے۔

نہ سجانہ تبسم فاضلی کہتی ہیں کہ

جذبہ شوق کو پابندِ ہدایت رکھنا

اپنے ہر شعر میں صرف اُن کی محبت رکھنا

اچھی بات یہ ہے کہ وہ جذبات کی سرشاری کے عالم میں بھی کہیں پابندیِ ہدایت سے نہیں ہٹی ہیں۔ اپنی کتاب "روشنی کے سلسلے" میں حمد، نعت اور سلام کے بعد نہ سجانہ تبسم فاضلی نے چالیس احادیث کو منظوم کیا ہے۔ پھر درود و سلام اور نعت کے بعد شاعرہ نے کچھ تاریخی واقعات کو نظموں کی صورت دی ہے۔ اُمہات المومنین کے تذکرے، بعض صحابہ کرام کے ذکر اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بیان نے اس کتاب کو زینت بخشی ہے۔ نہ سجانہ تبسم فاضلی تو صیف و تبریک کی مستحق ہیں کہ ذکر بلند سے لُن کی شاعری نے اعتبار پایا اور رشد و ہدایت سے اُن کے افکار کی حدیں متعین ہوئی ہیں۔

شبنم رومانی

مدیر "اقدار" کراچی

دل روشن ہو تو آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں۔ سچ پوچھئے تو بصیرت ہی اصل بصارت ہے، جو کسی کسی کو ملتی ہے۔ اور جب یہ بصیرت مل جاتی ہے تو آپ ہی آپ قلب ماہیت بھی ہو جاتی ہے۔

نہ سجانہ تبسم فاضلی، میرے دیرینہ دوست اور معروف شاعر جناب وسیم فاضلی کی شریک حیات ہیں۔ وسیم فاضلی نیک انسان ہیں اور اللہ نے ان کو مزید نیکی دی۔ یعنی نیک رفیقہ حیات عطا کر دی۔ اور یوں دلوں کی روشنیوں سے فکر و فن میں چراغاں ہو گیا۔ اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ نہ سجانہ نے کئی درویشوں سے کسبِ نور کیا ہے عجیب بات ہے کہ فقراء اپنے بعض معتقدین سے خوفناک مجاہدے کرواتے ہیں تو بعضوں کو ان کی ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے۔ اپنے اپنے Reception کی بات بھی ہے ویسے بھی نہ سجانہ میں تلاشِ حق اور قبولِ حق کی زبردست باطنی قوت موجود ہے۔

پھول مسکرائے

نہ خانہ تبسم فاضلی کی دو کتابیں "روشنی کے سلسلے" اور "خطیب الامم" میری نظر سے گذری ہیں۔ ان پر تفصیل سے لکھنے کا محل نہیں اور اختصار سے حق ادا نہیں ہوتا۔ پھر بھی میں اجمالاً کہہ سکتا ہوں کہ نہ خانہ مصرع موزوں کرنے والی شہرت طلب شاعرہ نہیں ہیں بلکہ ان کے پاس کہنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ جس کی گواہ صادق ان کی مذکورہ کتابیں ہیں۔ انہوں نے حمد گوئی اور نعت گوئی ہی کو اختیار نہیں کیا بلکہ تنوع سے کام لیا ہے۔ بعض احادیث نبوی کو منظوم کیا ہے اور اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے متعلق بعض روایتوں کو بھی احتیاط کے ساتھ سخن بند کیا ہے۔ یہ آسان کام نہیں تھا۔ مگر انہوں نے اس راہ پر خطر کو فن کی پختگی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ طے کیا ہے اگر کہیں کوئی کچا پن رہ بھی گیا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے چاند میں داغ۔ ان کو ان کے اس "تبلیغی" کام پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ مستقبل میں ان کا یہ شعری سفر زیادہ تو انسانی کے ساتھ جاری رہے گا کہ یہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔

محسن بھوپالی

"خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" میں نے نہایت اہتمام اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھے۔ نہ خانہ تبسم فاضلی صاحبہ کے یہ دونوں مجموعے عام شعری مجموعوں اور متعدد نعتیہ مجموعوں سے ہٹ کر ایک منفرد اور مستقل حیثیت کے حامل ہیں۔

حمدیہ نظموں، حمدیہ قطعات اور نعتیہ کلام پر مشتمل دلکش اور ایمان افروز مجموعہ "خطیب الامم" میں شاعرہ نے جس کیفیت اور عقیدت کے ساتھ اپنے جذبات اور احساسات کی ترجمانی کی ہے وہ بہت کم شعراء اور شاعرات کے حصے میں آتی ہے۔ نہ خانہ تبسم فاضلی کو بچپن سے ہی مذہب سے ذہنی اور قلبی لگاؤ تھا اور انہوں نے

چھوٹی عمر سے ہی اپنے بزرگوں کے ساتھ درس کی نشستوں اور ذکر و وعظ کی محفلوں میں جانا شروع کر دیا تھا۔ ان کا یہ رجحان ہی بتدریج ان کی زندگی کا لازمہ بنتا گیا اور بالاخر شاعری کے واسطے سے اظہار کا ذریعہ بنا۔ انہوں نے اس پورے عمل کو روشنی کے سلسلے کے پیش لفظ بعنوان "ماضی کے دھند لکوں سے" میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ سادے و پرکار پیرائے میں کچھ اس انداز سے رقم کیا ہے کہ یہ تحریر سوانح نگاری کا اعلیٰ نمونہ بھی نظر آتی ہے اور حقائق کا دلکش مرقع بھی!

نہ خانہ صاحبہ نے "روشنی کے سلسلے" میں قرآن، تبلیغ، رمضان، درود اور اسی طرح کے ذیلی عنوانات قائم کر کے ان کے فضائل کو احادیث کی روشنی میں منظوم کیا ہے۔ مزید برآں ازواجِ مطہرات کے اخلاق اور اوصاف کے متعلق بھی منظومات اس مجموعے کا اہم حصہ ہیں۔ نعتیہ ادب میں یہ دونوں مجموعے اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نہ خانہ تبسم فاضلی کی یہ کاوش میرے نزدیک ان کو اپنے ہم عصروں میں منفرد اور ممتاز مقام پر فائز کرنے کی ضامن ہے۔

مسعود احمد برکاتی

محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی نہ صرف دینی جذبات کی سرمایہ دار ہیں بلکہ ان کی ادبی کاوشیں بھی تمام تر اسلام، شارعِ اسلام اور تاریخِ اسلام سے مملو ہیں۔ اچھی شاعری کے لئے موضوع سے خلوص ضروری ہے۔ محترمہ نہ خانہ کی زندگی میں سعادتِ حج کے بعد ایک کیفیاتی تبدیلی رونما ہوئی اور انہوں نے زندگی کے دوسرے جذباتی پہلوؤں کو ترک کر کے اپنی شاعری صرف حمد و نعت اور منقبت صحابہ کے لئے وقف کر دی۔ ان کے دو مجموعے ان کے جذبات کی صداقت کے گواہ ہیں۔ ان کے کلام میں بعض مقامات پر تو اتنی سادگی ہے کہ اس کو سہل ممتنع کا بہت اچھا نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ محترمہ نہ خانہ کے شاعرانہ مزاج کی تبدیلی نے ان کے قلم کو بریک نہیں لگائے بلکہ اشہب قلم کو اور رواں کر دیا اور وہ بڑی تیزی سے مگر بڑے اعتماد اور جوش کے ساتھ اپنے تخلیقی سفر میں مصروف ہیں۔

پھول مسکرائے

قیوم راہی

نہ خانہ تبسم فاضلی کا حمدیہ اور نعتیہ کلام دراصل اُن کے احساس بندگی اور عشقِ رسول کا ایک سچا اور پاکیزہ اظہار ہے جسے اُنہوں نے بڑی سادگی مگر پراثر طور پر اپنے اشعار میں سمودیا ہے۔

نہ خانہ تبسم فاضلی کا یہ خلوص و انس، ان کے یہ جذبات و احساسات حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں ان کے روشن مستقبل کی ضمانت کی دلیل ہیں۔

منیر فاروقی

مکرمی فاضلی صاحب!

سلام و نیاز!

محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی کی ارسال کردہ دونوں کتابیں
(۱) خطیب الامم (۲) روشنی کے سلسلے

موصول ہوئیں۔ کتابیں ہاتھ میں آتے ہی ایک خوشبو سی محسوس ہوئی ظاہری بھی، باطنی بھی، ظاہری یوں کہ دونوں کتابوں کا گیٹ اپ خوبصورت جلد بندی۔ مناسب اور گہرائی کے حامل نام فنی پاکیزگی سے پُر مصور قلم کا فنکارانہ انداز بہ کمال کشش ہے۔ باطنی یوں کہ موضوع اتنا وسیع اور اتنا وسیع ہے کہ انسان پھر سے اپنے آپ میں آجاتا ہے یعنی بقول احمد ندیم قاسمی:

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

جیسا کہ محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی صاحبہ نے خود کہا ہے کہ "جہاں تک ہو سکے مرصع

سازی سے بچوں کام کی باتیں سادہ اور عام فہم زبان میں ہوں"

یہی انداز اُنہوں نے اُن دونوں قابل قدر کتابوں میں اختیار کیا ہے اور ہمارے

معاشرے میں یہ دونوں کتابیں ہر خاندان میں فخریہ انداز میں رکھی جائیں گی۔

(محسنہ جیلانی بی بی سی لندن)

سہ ماہی تبسم فاضلی کا کلام فہم و فراست اور شعور و ادراک کی تابانی سے مرصع ہے۔ ان کی شاعری انفرادیت کی حامل ہے، اور اس میں وہ تمام فنی و موضوعاتی محاسن اور مناقب شامل ہیں جن کی وجہ سے ان کو انفرادیت کی شاعرہ وادیبہ کہا جاسکتا ہے۔ سہ ماہی کی چوتھی کتاب بچوں کے لئے ہے، مجھے امید ہے کہ یہ کتاب بھی سہ ماہی کی دوسری کتابوں کی طرح ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔

(شمیم نوید)

محترمہ سہ ماہی تبسم فاضلی کی نعتیہ شاعری کو اگر روش عام سے ہٹی ہوئی شاعری کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ اب تک ان کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نعت کا بنیادی وصف ہے ہی، اس کے بغیر تو نعتیہ شاعری ممکن ہی نہیں، لیکن اسی کے ساتھ مختلف علوم کا وقیع و معتبر مطالعہ بھی ہو تو "شعر برائے شعر گفتن" والی بات نہیں رہتی۔ اپنی ایک کتاب میں محترمہ نے احادیث کو بنیاد بنا کر شعر لکھے ہیں جو ظاہر ہے تاریخی شعور کے بغیر نہیں لکھے جاسکتے۔ ہر ایک کے بس کا کام نہیں۔ اس میں مشق سخن کے علاوہ بھی اور بہت کچھ چاہئے۔ وہی "بہت کچھ" محترمہ کی نعتیہ شاعری کی انفرادیت ہے۔

(توصیف چغتائی)

سہ ماہی تبسم فاضلی کے تین شعری مجموعے "مہکتے حرف"، "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" منظر عام پر آکر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ ان متذکرہ کتابوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور ادبی حلقوں نے ان کی پذیرائی بھی کی۔ اب ان کی چوتھی کتاب "پھول مسکرائے" جو بچوں کے لئے ہے منظر عام پر آرہی ہے۔ بچوں کے لئے لکھنا یقیناً ایک مشکل کام ہے کیونکہ بچوں پر لکھنے کے لئے خود بھی بچہ بننا پڑتا ہے۔ تاکہ بچوں کے ذہن میں تعجب آمیز باتیں بیٹھ جائیں اور شعوری طور پر وہ ان باتوں کا

اجترام اور تقلید کر سکیں۔ یہ کتاب بچوں کے کئی موضوعات پر تحریر کی گئی ہے۔ بچوں کے موضوعات کا دامن وسیع تر ہے اس میں متنوع موضوعات کو آسانی سے سمویا جاسکتا ہے۔ یہ مکانہ تبسم نے اہتہائی فنی چابکدستی سے معاشرے کے اہم موضوعات سے نظم و نثر کا تانا بانا تیار کیا ہے جو حسین اور دلکش ہے ان کے یہاں خیال کی پختہ کاری، تخیل کی بلند پروازی، موزوں الفاظ کی بندش اور تلمیحات کا بر محل استعمال قابل ذکر ہے۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ قبول عام حاصل کرے گا اور بچوں کے ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ثابت ہوگا۔

(خواجہ رضی حیدر)

پروفیسر یہکانہ فاضلی کی علم و ادب سے وابستگی بلاشبہ مثالی ہے۔ انہوں نے مذہبی موضوعات اور جذبات و احساسات کو جس طرح شاعری کی زبان دی ہے وہ ان کے ایک ثقہ اور صاحب طرز شاعرہ ہونے کی دلیل ہے۔ صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہی کسی تخلیق کار کو وہ تشخص اور امتیاز عطا کرتا ہے جو اسے تاریخ کا حصہ بناتا ہے۔ محترمہ ریحانہ فاضلی نے بھی اپنی صلاحیتوں کا مثبت و موثر اظہار کر کے اپنا ایک مقام و احترام پیدا کیا ہے۔ زندگی اور مذہب کے اشتراک عمل سے جو کردار و اعمال نمود پاتے ہیں اور ان کا نریغ اور مسلمانوں کے روز و شب میں ان کا نفاذ پروفیسر یہکانہ فاضلی کا مطمح نظر ہے اور اس مطمح نظر کے حصول کے لئے انہوں نے خود کو وقف کر رکھا ہے اور یہی عمل ان کو مثالی اور قابل تقلید بنا رہا ہے۔ ان کی اب تک تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو موضوعاتی سطح پر وقیع اور منفرد ہیں۔ پیش نظر کتاب محترمہ یہکانہ فاضلی کے اسی تخلیقی طرز فکر کا ایک بھرپور اظہار ہے جو یقیناً نئی نسل کی تربیت و تعمیر میں موثر اور منفرد ثابت ہوگا۔

(پروفیسر بلقیس فریدی)

شاعری کو ایک حساس آدمی کے محوسات کی زبان کہا گیا ہے اس لئے شاعری تخلیق کار کی واردات قلبی کی ترجمان ہو جاتی ہے۔ پروفیسر یہکانہ فاضلی کی شاعری بھی ان

کے محسوسات کا آئینہ ہے۔ "مہکتے حرف"، "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" ان کے مجموعہ ہائے کلام ہیں اور میں نے ان کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ اگرچہ شاعری میرا موضوع نہیں ہے اور نہ ہی مجھ میں اتنی استعداد کہ شاعری کا تفہیمی حق ادا کر سکوں مگر پروفیسر سبحانہ فاضلی کی شاعری جو "عقیدہ اور عقیدت" کے حوالے سے ان کے محسوسات کی ترجمان ہے اپنے اندر ایک ایسی ہمہ گیریت رکھتی ہے کہ اس کی تفہیم کے لئے کسی فنی باریک بینی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ قلب کی روشنی کی.... یہ قلب کی روشنی میں لکھی ہوئی شاعری ہے اس لئے اس شاعری میں قلوب کو منور کرنے کی پوری پوری قوت موجود ہے۔ میں پروفیسر سبحانہ فاضلی کو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ذہنی کج روی کے اس دور میں قلب کی رہنمائی میں اپنے محسوسات کو شعر کا قالب عطا کیا ہے اور یہ واقعی ایک بڑی خدمت ہے جس کا صلہ اللہ کی طرف سے ہے۔

پروفیسر فریدہ شفیق

عزیزہ سبحانہ تبسم فاضلی کو اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت اور عقیدت ہے اس کا اظہار ہر لمحہ ان کے رویوں سے ہوتا رہتا ہے اور اس کا تحریری ثبوت ان کی کاوشوں "مہکتے حرف" "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" کے نام سے قبول عام حاصل کر چکا ہے۔

تدریسی فرائض کی ادائیگی، گھریلو ذمہ داریوں اور دینی خدمات کی اہم ترین مصروفیات کے ساتھ "لکھنے پڑھنے" کے لئے وقت نکالنا اور اتنی قلیل مدت میں پے درپے کتابیں شائع کرنا سبحانہ فاضلی کا ہی حوصلہ ہے۔

ان کتابوں کی اشاعت کے پس پردہ دراصل سبحانہ کی اللہ ورسول سے عقیدت و محبت ہے۔ فنی اعتبار سے ان کا کلام کس پایہ کا ہے اس کا فیصلہ تو "ماہرین فن" ہی کر سکتے ہیں مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پھول مسکرائے

میری دعا ہے کہ عشق رسول میں ڈوب کر وہ تکمیل ذات کر سکیں اُن کا وجدان مزید نکھرے اور افکار میں گہرائی و گہرائی پیدا ہو اور اُن کی کوششیں نجات کا سبب بن جائیں۔

پروفیسر اسحاق مدنی

محترمہ مدخانہ تبسم فاضلی سے میرا تعارف اس وقت ہوا جب میں اپنے فورم کے سلسلے میں سرسید کالج گیا بوسنیا کے لئے چندہ مہم جاری تھی۔ میں سرسید کالج کی پرنسپل پروفیسر امینہ صدیقی سے ملا اور اپنا مقصد بیان کیا۔ پروفیسر امینہ صدیقی نے اس کا رخیہ میں مجھے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اپنے عمل کا آغاز اس طرح کیا کہ فوراً ہی ایک پروفیسر کو بلایا اور میرا ان سے تعارف کرایا اور میرے یہاں آنے کا مقصد بھی بیان کیا، محترمہ پروفیسر جو برقع میں ملبوس تھیں برجستہ کہا "بہت اچھا کام ہے" میں حتی المقدور سعی و کاوش کروں گی تاکہ کچھ کام بن جائے واقعی محترمہ کی ہلکی سی توجہ سے یہ کام چند ہی دنوں میں اپنی تکمیل کو پہنچ گیا یہ پہلا تاثر تھا جو ان کی "انسان دوستی" کا ایک رخ تھا اور ان کے درد مند دل کا ترجمان بھی۔ یہ نقش میرے دل پر اتنا گہرا ہے کہ اتنا وقت گزر جانے کے بعد آج بھی پائیدہ و تابندہ ہے، جب میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا تو مجھے یہ سچہ چلا کہ یہ ہمارے بزرگ دوست پروفیسر و سیم فاضلی کی شریک حیات ہیں اور اپنے شوہر کی طرح خود بھی ایک خوش گو، خوش فکر شاعرہ اور ادیبہ ہیں اور ساتھ ساتھ اس کا بھی ادراک ہوا کہ انہوں نے اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کو صرف "حمد و نعت و منقبت گوئی" کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنی منصبی ذمہ داریاں اتہائی خوش اسلوبی اور خوش مزاجی سے پوری کرنے کے بعد اپنا باقی وقت دعوت و تبلیغ دین میں گزارتی ہیں اب تو یہی ان کا مشغلہ حیات بن کر رہ گیا ہے پھر ان کے تین مجموعے ہائے کلام "مہکتے حرف"، "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" یکے بعد دیگرے مجھے ملے جن کو پڑھ کر میرے ان خیالات کو تقویت ملی میں نے ان کی کتابوں پر ایک

نظر ڈالی تو مجھے احساس ہوا کہ واقعی وہ بہت خوبصورت شعر کہتی ہیں، بعد میں مجھے اپنے عزیز دوست اور محترمہ کے کلاس فیلو اکبر خان کی زبانی معلوم ہوا کہ لہجہ اپنے طالب علمی کے زمانے سے شعر کہتی تھیں اور غزل کی اچھی شاعرہ تھیں اور جتنا اچھا شعر کہتی تھیں اتنا ہی اچھا پڑھتی بھی تھیں یہی وجہ تھی کہ جب بھی طلبہ کے کسی انعامی مشاعرہ میں اپنے کالج کی نمائندگی کی تو انعام ان کا ضرور مقدر بنا۔ جب انہوں نے اپنی کتابوں پر مجھ سے کچھ لکھنے کو کہا تو میں سوچ میں پڑ گیا کیونکہ میں ان دنوں اپنا پی، ایچ، ڈی کا مقالہ لکھنے میں مصروف ہوں اور اپنی سماجی ذمہ داریوں سے بھی کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے خود کو اپنے گھر کے ایک کمرہ میں مقید کر رکھا ہے جس کو میں مہدی افادی کے الفاظ میں "نازنینان حرم" کا کمرہ کہتا ہوں یقین جانیئے کہ میرے اردگرد کتابوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا کبھی تو ان بے شمار کتابوں کے درمیان مجھے اپنے وجود کا بھی احساس نہیں ہوتا پھر بھلا دوران فکر میں سوزش فکر کا کیا موقع، ابھی میں ان ہی خیالات کے تندوتیز دھاروں میں غلطاں و عیباں تھا کہ انیس کا یہ شعر بے اختیار میری زبان پر آ گیا

خیالِ خاطرِ احباب چلے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبیگینوں کو

ایک تو پروفیسر و سیم فاضلی کا میرے دل میں بڑا احترام ہے اور دوسرے یہ کہ میں لہجہ تہسم فاضلی کو اپنی حقیقی بہن کی طرح سمجھتا ہوں میری کسی نادانی سے ان کے دل کو ٹھیس پہنچے میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں اس لئے یہ چند سطور لکھ کر اپنے فرض سے عہدہ براہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ان شاء اللہ ان کی کتابوں پر تفصیلی مضمون لکھوں گا اگر جوئے طبع افسردہ کا آب رفتہ پھر سے واپس آ گیا تو مضمون میرے خاص رنگ کا مظہر ہوگا۔

خود بھی وہ شریعت مظہرہ پر چلتی ہیں اور دوسروں کو بھی اسی ڈگر پر چلتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتی ہیں، ان کا یہ یقین ہے کہ اس نظام سے ہٹ کر جو کائنات انسانی کا سب سے بڑا محسن لے کر آیا تھا، زندگی بے معنی و بے مقصد ہے ان کی ایک نعت کا شعر دیکھئے

پھول مسکرائے

تجھ سے ہٹ جائیں تو بے معنی ہیں ایمان و یقین

مصنف منزل خالق لب و لہجہ تیرا

وہ اپنے مقصد حیات سے ایک انچ ہٹنا پسند نہیں کرتیں یہی وجہ ہے کہ اب ان کی دوسری تحریروں میں بھی تبلیغ کا رنگ ابھر آیا ہے مگر نہ سحانہ فاضلی کو اس کا غم نہیں کہ ان کے فن پارے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے انہیں تو بس اپنا مقصد عزیز ہے۔ ان کی نظر تاریخ اسلام کے ساتھ ادب پر بھی گہری ہے اور وہ اس حقیقت سے بھی آشنا ہیں کہ ادب و شاعر اور مصلح و مبلغ کی راہیں بالکل مختلف ہیں نہ کوئی ادیب و شاعر مصلح و مبلغ بننا پسند کرتا ہے۔ نہ مصلح و مبلغ شاعر و ادیب ہونا چاہتا ہے جس ادیب و شاعر نے بھی اپنے فن پارے میں تبلیغ کو شامل کیا ہے اس کا فن پارہ فنی طور سے کمزور ہو جاتا ہے۔ منشی پریم چند کے آخری دور کے افسانے اور نذیر احمد کے ناول اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

نہ سحانہ تبسم فاضلی اب غزل نہیں کہتیں حالانکہ ان کا ادبی نکتہ آغاز غزل اور صرف غزل تھی اور غزل ہی ان کی محبوب صنفِ سخن تھی۔ نہ سحانہ تبسم فاضلی اس حقیقت کا بھی گہرا شعور رکھتی ہیں کہ ادب میں مقام اور مرتبے کا تعین صرف غزل کے معیار پر ہوگا اس کے باوجود جب بھی وہ غزل کہنے کی کوشش کرتی ہیں تو اس میں حمد و نعت کا رنگ جھلک اٹھتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کی تازہ غزل کے یہ چند شعر سنیں اور دیکھئے کہ یہ حمد سے کس قدر قریب ہیں

نا خدا پر کیا خدا پر رکھ نظر
پھر خدا چاہے تو بیڑہ پار ہے
کیا حقیقت چند سجدوں کی مگر
اس کو عجز و بندگی درکار ہے
قدرتِ حق کو سمجھنا ہے محال
عقلِ انسانی یہاں بیکار ہے

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنی شاعری سے اصلاح معاشرہ کا کام لینا چاہتی ہیں اور بس وہ حسانی و کعبی رنگ شاعری کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار سمجھتی ہیں اور کیوں نہ سمجھیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شاعری کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور کون ایسا مسلمان ہے جو اس تابندہ حقیقت سے انحراف کی جرات کرے گا۔
 سبحانہ تبسم فاضلی کی نعت کا یہ شعر دیکھئے

زندہ حسان کی تم بھی یہ روایت رکھنا
 جب تلک ہو سکے جاری یہ عبادت رکھنا

گویا انہوں نے اپنے دلی جذبات کی بڑی سچی ترجمانی کی ہے۔ ان کا چوتھا مجموعہ کلام "پھول مسکرائے" کا مسودہ جو بچوں کی نظموں و نغموں پر مشتمل ہے اس وقت میرے پیش نظر ہے، اس پر بطور تبصرہ ان کا ہی ایک شعر ایک حرف بدل کر ان کی نظر کر رہا ہوں تاکہ تبصرہ کا قرض کچھ تو ادا ہو جائے۔

تم نے افکار کی زینوں پر
 چاند سے لفظ رکھ دیئے لاکر



(پروفیسر نفیسہ قدوائی)

مدحتِ رسول ایک مسلمان کے لئے سعادتِ عظیم ہے ہر دور اور ہر زمانے میں عقیدت مندوں نے اپنی مقدور بھر کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ اس سعادت میں شریک ہو جائیں اگرچہ نعتیہ شاعری کے مجموعے بہت سے شائع ہو چکے ہیں اور خوب ہوئے ہیں لیکن محترمہ نعتیہ تبسم فاضلی کا مجموعہ "مہکتے حرف" آپ کے جذبات و احساسات، تقویٰ دین و اسلام و شریعت سے محبت و وابستگی و عشقِ رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نعتیہ نثر کے "روشنی کے سلسلے" میں جن موضوعات کو لیا وہ اس بات کا بین ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ اس انداز و عنوان سے کسی نے اس سے پہلے نعتیہ شاعری نہیں کی۔ پھر آپ نے "امہات المؤمنین" اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا..... نہ صرف اظہار بلکہ اپنے کلام میں حسن و نزاکت کے ساتھ ساتھ جدت اور حدادب کو بھی ملحوظ رکھا۔ اور یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو بڑی عرق ریزی کے بعد کسی شاعر کا مقدر بنتی ہے نعتیہ نثر نے ان موضوعات میں حقیقت کا رنگ بھرا ہے۔ کیونکہ "تاریخ اسلام" ان کا مضمون ہے۔ اس لئے وہ گہرا تاریخی شعور رکھتی ہیں۔ انہوں نے اس تاریخی شعور سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اور ان تاریخی حقائق کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نظم کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

واقعی مودت کی زبان ایسی ہی ہونی چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے جذبہٴ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید ترقی دے اور وہ آئندہ بھی خوبصورت و معیاری نعتیہ مجموعے پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، نوازشوں اور فضل کی حق دار بنتی رہیں۔



محفوظ اختر "سرپرست دبستان سکھ"
"سکھ"

عزیزہ ریحانہ تبسم

سلام و دعا!

تمہاری کتاب "رہنما سلسلے" مجھے باجی کی وساطت سے ملی۔ یقین جانو دل کو ایک عجیب سی فرحت و مسرت محسوس ہوئی۔ یوں تو تمہارا پورا کلام ہی خوشبو اور روشنی سے عبارت ہے اور "دامنِ دل می کشد کہ جا این جا است"

کے مصداق ہے لیکن تمہارا مضمون "ماہی کے دھندلکوں سے" کی شان ہی کچھ نرالی ہے کہ یہ خود لوشت سوانح حیات کا ایک نیا انداز ہے جو کہیں اس سے پہلے میری نظر سے نہیں گزرا۔ یہ مضمون پڑھ کر میرے دل کی کیا حالت ہوئی اس کیفیت کو کچھ میرا دل ہی سمجھ سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے۔

جو بیت گئی دل پہ وہ دل کو ہی خبر ہے

مرحوم چچا مولانا (مولانا عبدالسلام نیازی) ماتم نے لفظوں سے جو پیکر تراشا ہے وہ اتنا جیتا جاگتا بلکہ اتنا متحرک و جاندار ہے کہ چچا مولانا مجسم ہو کر میری نظروں کے سامنے آگئے میں ان کو دیکھ کر بہوت اہو گیا۔ دل میں ندامت کا احساس شدت کے ساتھ بیدار ہوا کیوں کہ چچا مولانا میرے پہلے استاد تھے یہ میری نالائقی ہے کہ کشمکش حیات میں الجھ کر رہ گیا اور ان جیسے نابغہ روزگار استاد کو فراموش کر بیٹھا اور ان کا قرض استاد ہی

جو مجھ پر قہار دانہ کر سکا میں اپنی بد نصیبی پر جس قدر ہی افسوس
 بہاؤں یہ افسوس میری اس کوتاہی کا کفارہ نہیں بن سکتے تم خوش
 قسمت ہو کہ اپنی مرقع نگاری سے چچا مولانا کی روح کو خوش
 کر دیا اور اس جلیل القدر ہستی کو اس خوبصورت اور موثر
 انداز سے خراج عقیدت پیش کیا اور میرے خوابیدہ
 احساسات کو اس طرح بھنچھوڑا کہ میں بے ارادہ تم سے
 محو ملا کہوں۔ اللہ تمہیں صحت و زندگی دے اور تمہاری
 فکر کو تب و تاب دے جاودانہ بخشے تاکہ تم اسی طرح چین زار
 ادب میں گلہائے ترکھلاقے رہو۔ (آمین)

میں تمہاری دینی و ادبی خدمات پر ایک نشانِ سپاس
 دبستان سکھ کی طرف سے روانہ کر رہا ہوں۔ شاید اس
 طرح چچا مولانا کی روح کو میری طرف سے بھی کچھ آسودگی
 کی نوید ملے، حالانکہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑا اعزاز نہیں
 لیکن میں اسے اپنے لئے ایک سعادتِ عظیم سمجھتا ہوں۔

گر قبول افتد زہم غزو شرف اچھا سلاک

خدا تر
 محفوظ
 ۱۵-۱۱-۹۶



"شاعری جز دست از پیغمبری" یقیناً حمدیہ و نعتیہ شاعری کے لئے ہی کہا گیا ہے "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" پڑھ کر تو یہی محسوس ہوتا ہے۔ اس طرح کی شاعری ایسے ہی لوگ کر سکتے ہوں گے جو کوثر و تسنیم میں دھلے ہوئے پاکیزہ فرشتہ صفت یا انسانوں سے ماورا کچھ ہوں۔ حمد و نعت اور منظوم احادیث کے ان شعری مجموعوں کی خالق نہ سچانہ تبسم فاضلی ہی ہیں یقین نہیں آتا۔ یہ ۲۵ سال قبل کی بات ہے جب میں اور نہ سچانہ سٹی کالج کے طالب علم تھے۔ یہ وہ دور تھا جب درس گاہوں میں تعلیمی سرگرمیاں بھرپور انداز سے ہوتی تھیں۔ تعلیمی ماحول انتہائی خوشگوار اور دلچسپ تجربوں کا حامل ہوتا تھا۔ تقریباً ہر کالج میں ہفتہ طلباء کا انعقاد لازمی تھا۔ جس میں مباحثہ، مشاعرہ، معلومات عامہ، نعت و قرأت اور دیگر مقابلے ہوا کرتے تھے۔ جو طلبہ کی دینی استعداد اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے تھے۔ اساتذہ اور طلباء کا باہمی تعلق بڑا مستحکم تھا۔ اس دور میں نہ سچانہ تبسم شاعری کے بیشتر مقابلے جیت کر شہرت حاصل کر چکی تھیں اور اس میدان میں خود کو منوا چکی تھیں۔ غزل و نظم کی خوش مزاج، خوش لباس اور خوش گفتار شاعرہ کیسے سر تا پا حجاب، عجز و انکسار اور عاشق رسول میں تبدیل ہوئیں یہ سفر کیونکر ممکن ہو اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عشق کی حقیقت سے واقف ہوں۔ دراصل تلاش حق ہی عشق ہے۔ اپنے بارے میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ بالاخر ایسا تو ہونا ہی تھا۔ خاندان، ماحول، تعلیم و تربیت اور بزرگوں کے اثرات زندگی کی راحوں کا تعین کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ہم اگر علم، اہلیت اور روحانیت کی بنیاد پر کسی خاص راہ پر اراداً تلاش حق میں چلنا چاہیں تو ضروری نہیں کہ منزل تک پہنچ بھی جائیں۔ گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ منزل مقدر ہے یا نہیں اس کا تعین قدرت خود کرتی ہے یا کسی کو اس کام کے لئے مقرر کر دیتی ہے۔

پھول مسکرائے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تائے بخشند خدائے بخشندہ

اُن کی شاعری کے مقام کا تعین تو ناقدین ادب یا وقت کا کام ہے میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ حمد و نعت کا منفرد لب و لہجہ انہیں دوسروں سے اس لئے بھی ممتاز کرتا ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (عشقِ الہی بھی دراصل عشقِ رسول ہے) کی گہرائیوں اور باریکیوں کو اتنے سادہ اور پر اثر انداز میں شعروں کے قالب میں ڈھال دیا ہے کہ ایک عام قاری کی بھی ذہنی گہریں کھلتی چلی جاتی ہیں اور وہ بھی ان کیفیات کی لذت سے آشنا ہونے لگتا ہے۔ جو شاعرہ نے محسوس کیں اور غالباً ان اشعار کی تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

احقر الشیخ جنید عامر
استاذ جامعہ ابی بکر
گلشن اقبال، کراچی

آج کے اس پر فتن دور میں جبکہ مسلمان ہر جگہ رسوا اور سارے عالم میں ظلم و استبداد کی چکی میں پس رہا ہے کشمیر، فلسطین، چیچنیا، بو سنیاد دنیا کا کوئی بھی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان محفوظ ہو وہ قوم جس کی فتوحات سے کفر لرزاں تھا آج آپس میں دست و گریباں ہے، ہم مغرب کی اندھی تقلید میں کہاں جا پہنچے ہیں جہاں سے واپسی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

قرآنی تعلیمات سے انحراف دین پر عمل کا فقدان مسلمان کی زوال پذیری کا سبب بن رہا ہے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔

محترمہ رحمانہ تبسم فاضلی صاحبہ اس اندھیرے میں روشنی کے سلسلے لے کر آئی ہیں جو کہ ان کی دین سے والہانہ محبت اور سچی لگن کا اظہار ہے وہ پوری جانفشانی اور

خلوص سے جو جہاد کر رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ان کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور علم و عمل میں برکت عطا فرماوے۔

چونکہ محترمہ کا تعلق دینی و علمی گھرانے سے ہے لہذا وہ بچپن سے ہی مذہب کی طرف مائل ہوتے ہوئے دینی و علمی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ کو مقصد حیات بنا لیا ہے اور اس میں کامیاب نظر آتی ہیں۔ اسی طرح مجموعہ کلام خطیب الامم میں حمد باری تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے متعلق انتہائی سادہ اور حقیقت پر مبنی کلام قابل تحسین ہے۔ جو عقیدت میں بھی پروقار انداز لے ہوئے جذبہ ایمان سے سرشار ہے رب العزت انہیں اس اعلیٰ مقصد میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔

حافظ وقاری محمد شریف

گلشن روای

لاہور

یوں تو ہمارا ادب مذہبی اثرات سے کبھی خالی نہیں رہا لیکن یہ ایک خوش آئند پہلو ہے کہ ہمارے ملک پاکستان کے شعر و ادب میں جس تیزی سے مذہبی رجحان بڑھتا جا رہا ہے اسی طرح نعتیہ شاعری کا گراف بھی بڑھ رہا ہے۔ اکثر شعراء کے نعتیہ مجموعے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے نعتیہ شاعری کے انتخابات بھی شائع کئے ہیں۔ یہ اس بات کا بولتا ہوا ثبوت ہے کہ نعتیہ شاعری کے قاری زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ اب تو راجہ رشید محمود کے ماہنامہ "نعت" کی مقبولیت کے بعد صبح رحمانی کا "نعت رنگ" بھی منظر عام پر آکر مقبولیت سے ہم آغوش ہے اور "حسان بک بنیک" کی جانب سے بھی کچھ نعت نمبر شائع ہوئے ہیں۔ جن کو قبول عام نصیب ہوا ہے۔ ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کے گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے مجلے اوج کے نعت نمبر کو دو جلدوں پر مشتمل ہے عالمگیر شہرت ملی ہے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ نعت گوئی کی کوئی تاریخ

پھول مسکرائے

ان کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ یوں تو نعت کے حوالے سے امیر بینائی، محسن کا کوروی، اقبال، حالی، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، منور بدایونی، بہزاد لکھنوی، ضیاء القادری بدایونی، حنیف اسعدی، امید فاضلی، شبنم رومانی، صہبا اختر، اعجاز رحمانی پروفیسر و سیم فاضلی اور عزیز احسن نے بھی کافی شہرت پائی ہے۔ کچھ شعراء ایسے بھی ہیں جنہوں نے صرف حمد و نعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے ان میں حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب، راجہ رشید محمود اور صبح رحمانی کے نام سرفہرست ہیں۔ شاعرات میں مجھے صرف ابھی تک نہ خانہ تبسم فاضلی کا نام ایسا نظر آتا ہے۔ جنہوں نے خود کو حمد و نعت اور منقبت گوئی کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ ان کے تین مجموعے ”مہکتے حرف“، ”خطیب الامم“ اور ”روشنی کے سلسلے“ کے نام سے منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو کر اپنی خوشبو اور روشنی بکھیر کر فضائے پاک کو معطر اور پر نور بنا رہے ہیں۔ خدا کرے یہ نور و نکہت کا حسین امتزاج تا ابد قائم و دائم رہے۔ ہم اور آنے والی نسلیں اس سے فیض یاب ہوتی رہیں۔ آمین

کھتری عصمت علی پٹیل

مذکورہ کتاب ”خطیب الامم“ محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی کا حمدیہ و نعتیہ مجموعہ ہے۔ اس سے پہلے ان کا ایک اور نعتیہ مجموعہ ”مہکتے حرف“ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ”خطیب الامم“ میں صرف حمد و نعت ہے یعنی خدائے ذوالجلال کی حمد و ثناء ہے اس کے محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منظوم عقیدت کا اظہار ہے۔

محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی ایک صاف ستھری اور پاکیزہ شاعرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے۔ ان کے خیالوں میں ندرت ہے، اچھوتا پن ہے، گہرائی و گیرائی ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی اور کم مائیگی کا اظہار ہے، اس کا ڈر خوف ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت اور عاجزی و خاکساری کا اظہار ہے۔ ان کے دل میں گداز ہے، ان

کے جذبات نے انہیں اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ اُن کی کہی ہوئی حمدوں اور نعتوں کے ایک ایک لفظ ایک ایک حرف میں سچائی ہے کیونکہ ہر لفظ اور ہر حرف ان کے دل کی گہرائیوں سے ادا ہوا ہے، اسی لئے پراثر ہے، پڑھنے والے کے وجود پر سحر طاری کر دیتا ہے، اسے ہلا دیتا ہے۔ اسے کسی اور جہاں میں لے جاتا ہے۔

اسی کتاب میں جناب احمد ہمدانی نے لکھا ہے کہ محترمہ سبحانہ تبسم فاضلی نے خود کو حمد و نعت لکھنے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ وہ حمد و نعت گوئی میں بھی شریعت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں اس لئے وہ ”حدود شریعت کی شاعرہ“ ہیں۔

غرض کیا کہا جائے! اللہ سبحانہ ضرور کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد و عورت کو سبحانہ تبسم فاضلی جیسا گداز عطا فرمائے۔ ان جیسی محبت، عمقیت جوش اور جذبہ دے اور محترمہ فاضلی کے عشق الہی کے جذبہ کو اور بھی بڑھائے۔ ان کے پراثر کلام مستقبل میں بھی ہمیشہ جگاتے رہیں، لوگوں کو بیدار کرتے رہیں۔

۰۰۰

کھتری عصمت علی پٹیل

زیر نظر کتاب ”روشنی کے سلسلے“ خوبصورت اور روح پرور رنگارنگ سرورق سے سچی کتاب ہے اور جیسا کہ اس کے ٹائٹل سے ہی ظاہر ہو رہا ہے یہ واقعی روشنی اور نور کا سلسلہ ہے، علم و ہدایت کی شمع ہے، سچائی کا چراغ ہے۔ آج کے افراتفری اور ہنگامہ پرور دور میں ایسی کتاب کی اشاعت یہ بات ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا ابھی اللہ کے نیک بندوں اور اس کے محبوب کو چاہنے والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ ابھی ہماری اس دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے دل اللہ اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دھڑکتے ہیں۔ انکی نس نس ”نبی نبی“ پکارتی ہے اور وہ اللہ سے لوگا کر، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کر کے دنیا اور آخرت کے مزے لوٹتے ہیں۔ انہیں اطمینان اور سکون کی لازوال دولت نصیب ہوتی ہے۔

پھول مسکرائے

محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی درود تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ کتاب کے ابتدائی صفحات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ محترمہ ابتداء ہی سے دین دار ہیں۔ اللہ سے محبت کرتی ہیں۔ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت سے سرشار ہیں۔ اس مادہ پرست دنیا میں رہتے ہوئے بھی انہوں نے خود کو رنگین معاشرہ میں ضم نہیں ہونے دیا بلکہ عشق خداوندی کی دولت سے سرشار رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ پر خصوصی رحمت فرمائی اور آپ کو حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ عطا فرمایا۔ آپ کے دل و دماغ کو پاکیزگی بخشی۔

در اصل اسے بھی تو آپ سے کام لینا تھا۔ اب محترمہ نے رسول اکرم کی احادیث کو شعری جامہ پہنا کر اپنے عشق کی سچائی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ خاصا مشکل اور صبر آزما کام ہے مگر محترمہ نہ خانہ تبسم فاضلی کے ساتھ اللہ کی مدد شامل تھی۔ اس لیے اُن کے لیے یہ کام آسان ہوتا چلا گیا اور ایک یادگار، تاریخی اور منظوم احادیث کی کتاب وجود پا گئی۔ محترمہ اس کے لیے مبارکباد کی مستحق ہیں۔



15/11/96

محترمہ رحمانہ تبسّم ناصبی صاحبہ -
السلام وعلیہم -

میں قائد اعظم یونیورسٹی میں "پاکستان
سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ" میں M.Sc کی طالبہ ہوں۔ میں نے آپ کی
دو کتب "دشنی کے سلسلے" اور "ذہب الائم" پڑھی ہیں۔
دونوں بہت ہی خوبصورت کتابیں ہیں۔ اس فیشن ایبل
زمانہ میں آپ نے یہ آپ کی ایسی شاندار کوشش کی ہے جو یقیناً
قابلِ تعریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا اجر دے گا جو نہ
بہت سے لوگوں نے یہ کتب پڑھ کر ہدایت حاصل کی ہوں۔
رحمانہ صاحبہ آپ سے اس

بھولی سی درخواست ہے۔ وہ یہ کہ اگر ان کتب پر
اخبارات یا رسائل وغیرہ میں COMMENTRIES وغیرہ
لکھی گئی ہوں تو وہ مجھے جلد از جلد ارسال کر دیجیے۔
یونہی مجھے ان کتب پر Assignments لکھنی ہیں۔ میں
آپ کی بہت شکر گزار ہوں گی۔

والسلام۔ نورین سانا

NIPS - IV.

ADDRESS:- MISS NOUREEN SANA.

c/o SIR RASHID HASSAN RANA.

NIPS DEPARTMENT

QUAID - I - AZAM UNIVERSITY.

ISLAMABAD.

PAKISTAN.



حفظِ صحت اور سماجی بہبود کا ماہ نامہ

ہندو صحیح کراچی

جلد ۶۳ - رجب المرجب ۱۴۱۷ھ ○ نومبر ۱۹۹۶ء - شمارہ ۱۱

قیمت فی شمارہ ----- ۱۵ روپے

سالانہ (سادہ ڈاک سے) ----- ۲۰ روپے

سالانہ (رجسٹری سے) ----- ۲۸۰ روپے

سالانہ غیر ممالک کے لیے 'رجسٹرڈ ہوائی ڈاک سے' ----- ۱۲۵ امریکی ڈالر

مدیر اعلیٰ
حکیم محمد سعید

مدیر تنظیم

مسعود احمد برکاتی

معاونین

احمد خان خلیل، سید رشید الدین احمد

خطیب الامم

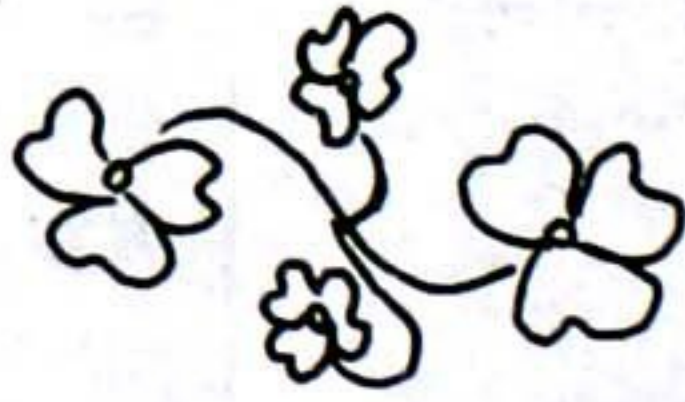
شاعرہ	ریحانہ تبسم فاضلی
سائز	۲۳ x ۳۶, ۱۱
ضخامت	۳۸ صفحات
قیمت	ساتھ روپے

روشنی کے سلسلے

شاعرہ	ریحانہ تبسم فاضلی
سائز	۲۳ x ۳۶, ۱۱
ضخامت	۲۰ صفحات
قیمت	ستر روپے
ملنے کا پتا	تھرڈ ای، ۳ بی۔ ۱۸، حبیب اسکوائر، ناظم آباد کراچی

ریحانہ تبسم فاضلی کے نعتیہ کلام کے دو مجموعے "خطیب الامم" اور "روشنی کے سلسلے" منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ ان کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ انہوں نے خود کو صرف اور صرف حمد، نعت اور منقبت لکھنے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ یوں تو انہوں نے شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا تھا۔ لیکن بہت جلد اسے ترک کر کے مذہبی شاعری ہی کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا ہے۔ وہ قرآن پاک کی تعلیمات پر

عمل کرنے کی پوری کوشش کرتی ہیں اور اس قرآن پاک کی اس آیت سے پوری طرح واقف ہیں جس میں شعرا کو گمراہ بتایا گیا ہے۔ اس آیت کے علاوہ انھیں اس حقیقت کا بھی علم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن زبیرؓ جیسے نعت گو شعرا کی تعریف بھی کی ہے لہذا انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ایسی شاعری جس میں مذہبی صداقتوں کا بیان ہو، گمراہی کے ضمن میں نہیں آتی۔ چنانچہ انھوں نے 'نعت اور منقبت لکھنے کے لیے خود کو وقف کر دیا اور اللہ رسول اور بزرگان دین سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار نہایت موثر انداز سے کیا جس کا اندازہ ان کے کلام کے دونوں مذکورہ مجموعوں سے بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ ان کے ان دونوں مجموعوں کے مطالعے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ انھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت ہے اور مذہب اسلام سے گہری وابستگی ہے۔





”روشنی کے سلسلے“

ترجمہ و تلخیص:

حنا بانو یوسف ملکانی بی اے
 آج کل کے فتنہ و فساد کے پر آشوب
 معاشرہ میں ہر طرف لکری آوارگی کے کالے
 بادل چھائے ہوئے ہیں۔ مذہبی شاعری کے
 میدان میں ریاکاروں، دین سے ناواقف لوگ
 قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ رجحانہ تبسم فاضلی نے
 اپنے خیالات و افکار کو ”مذہبی شاعری“ میں
 پیش کیا ہے۔ ان کا یہ قدم حقیقت میں اس
 پرفتن دور میں جہاد سے کم نہیں۔ ”روشنی کے
 سلسلے“ اسی جہاد کی ایک کڑی ہے۔ اس مجموعہ
 میں حمد و نعت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کو
 ایک خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔
 خصوصی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ازواجِ مطہرات کی منقبت پڑھ کر کسی بھی
 عقیدت مند کی آنکھیں آسوؤں کا نذرانہ پیش
 کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ اردو میں لکھی ہوئی یہ
 منقبت یقیناً بہت محنت طلب کام ہے۔ اللہ تعالیٰ
 ان کے قلم کو اسی انداز سے لکھنے کی مزید توفیق
 عطا فرمائے۔ اور وہ اسی طرح کے حسین تحفوں
 سے مسلمانوں کو نوازیں رہیں۔ آمین!

ملت گجراتی

۲۶ ستمبر ۱۹۹۶ء

”شہانی-ڈے-سیرلسیو“

شایرا : شہانا تاجسوم شاکلی
 مکتب : کورسٹی آرٹ پریس،
 ناگڑی ماہاد، کراچی۔
 प्रकारक : शकली पब्लिकेश-स
 छदियो : ७० रुपिया

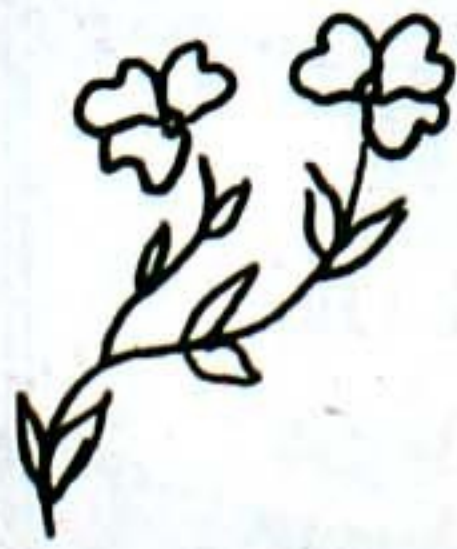
मजवानुं ठेकायुं: थर्ड-०३ जी-१८
 छनील स्क्वेर, नागड़ी माहाद, कराची.

आपणा आ क्षिना-इसाधेथी
 भरेखा युगलो ज्यारे ज्ञान-समजना
 आल पर यितन-मनननी आवारगीना
 काणा वादणा छवायेला छे अने मज्जणी
 शायरीना मेधनमां प्रसिध्दी लुप्या
 शिखाये अने दीना ज्ञानथी तदन केरा
 लोकेछे क्खे जभावी राख्यो छे त्यारे
 दीनी मज्जुनो-विषयोने शेरोनी
 लजतमां पदेवीने शहाना तजस्सुम
 शकलीछे ”शहानी-डे-सिरसिबे“ नामक
 पोताना दीनी काव्योना संग्रह द्वारा भरेभर
 अक प्रकारनी जेबाद करवानो प्रयास क्यो
 छे. जेमां उम्ह-नात वअज-नसीजना
 सुंदर प्रकारा जगळणी रखा छे. पास करीने
 पयगंभरे आजम बुजुर सख्खाछे
 अलयछे वसखमनी पवित्र पत्नीओनी
 मन्केजत आ संग्रहमां पद्वीने केठ पात्र
 अकीदतमद आदमी अश्रुओना नजरारा
 आप्या विना रक्षी राक्यो नथी. छुंमां
 लजायेल आ मन्केजतो भरेभर अक
 लगीरथ कार्य छे जे वांयीने समजवा जेवी
 छे. अखाड अमनी क्वमथी आवा वधु
 नजरारा मुसलमानोने आपे. अज
 अत्यर्थना.

”پھول مسکرائے“

کتنی پیاری نظمیں کہی ہیں
جیسے گیتوں کی ندیاں بہی ہیں

شاید سلطانہ



ریحانہ بیستم فاضلی

کانتیہ مجموعہ

”مہکتے حرف“

کانیا ایڈیشن

عنقیب شائع ہو رہا ہے

فاضلو پبلیکیشنز



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ يَا عَظِيمَ السُّلْطَانِ وَيَا قَدِيمَ الْأَحْسَانِ
صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”اے اللہ اے مہر کرنے والے آقاہم پر اپنا خاص ذکر فرما دے“

میں وہ مہر کرنے والے توفیق عطا فرما جنہیں تو پسند فرماتا ہے، تمہارا بڑے مہروں سے بچنے کو توفیق عطا فرما، ہمارے لئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا آسان فرما دے، اے اللہ اپنی اور اپنے پیارے نبی کی محبت عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اطاعت شعار بنا دے، یا اللہ ہمیں تمہارا حقیقہ اور بکیر گناہوں سے بچنے کو توفیق عطا فرما، اے اللہ ہمیں شرک و کفر اور باطل پرستی سے محفوظ فرما دے، اے اللہ عمرو و دولت سے بچالے، اے اللہ ریا کاری اور فضول خرچی سے محفوظ فرما دے، اے اللہ بے حیائی کے تمام کاموں سے بچالے، اے اللہ ہم سب کی مغفرت فرما دے، اے اللہ ہم سب پر پاستان اور پاستان کے مسلمانوں پر اور تمام عالم اسلام پر اپنی خاص رحمت نازل فرما دے، اے اللہ ہم سے راضی ہو جا اور اپنی رضائے میں راضی فرما دے، آمین ثم آمین

بندۂ ناچیز

رحیمہ بیگم خانم
24.12.96

سُبْحَانَ رَبِّيَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ



خوبصورت اور پاکیزہ نظموں کو نثر میں تشریح و توضیح کر کے بچوں کو نظمیں سمجھنے میں
 قدرے آسانیاں فراہم کر دی ہیں۔ میری نظر میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں یہ اہتمام
 اور انصرام برتا گیا ہے۔ ورنہ لکھنے والے کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، کہ پڑھنے
 والوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے وہ تو بس شعر ہم کہتے ہیں بچے تم کرو کے
 مصداق لکھ دیتے ہیں۔ رحمانہ باجی کی بچوں کی نفسیات پر بھی گہری نظر ہے۔ انہوں نے
 بچوں کے دل میں بیٹھ کر تصویر کشی کی ہے۔ اس لئے ان کی ہر تصویر جیتی جاگتی متحرک
 اور جاندار ہے اور اپنے جلو میں سچائی، دل کشی اور جاذبیت کی دولت بیدار بھی سمیٹے
 ہوئے ہے اور یہی عظمت قرطاس و پندار قلم کی ضامن ہے آخر میں رب العزت سے دعا گو
 ہوں کہ وہ اس کتاب کو صحت و کامیابی سے لے کر آخر تک پڑھنے والوں کے لیے پھول
 بنا دے۔

آمین

آباد کراچی

کراچی

ریحانہ تبسم فاضلی

کی

مکاتیب و تصانیف

”مہکتے حرف“ ————— * نعتیہ مجموعہ
”خطیبُ الأمم“ ————— * نعتیہ مجموعہ
”روشنی کے سلسلے“ ————— } حمد و نعت، منظوم احادیث
اور مناقب کا مجموعہ

زیر طبع تصانیف

”حیاتِ دوام“ ————— } قرآن و سنت کی روشنی میں
بچوں اور بچیوں کے لئے
”اصولِ زندگی“
”حسانِ نبویؐ کے نقوش و قدم پر“ ————— } نعتیہ مجموعہ
”ملکوٹی خوالوں کی سرزمین“ ————— } سفر نامہ

*** فاضلہ پبلیکیشنز ***

ریحانہ تبسم فاضلی

کی

مکاتیب و تصانیف

”مہکتے حرف“ ————— * نعتیہ مجموعہ
”خطیبُ الأمم“ ————— * نعتیہ مجموعہ
”روشنی کے سلسلے“ ————— } حمد و نعت، منظوم احادیث
اور مناقب کا مجموعہ

زیر طبع تصانیف

”حیاتِ دوام“ ————— } قرآن و سنت کی روشنی میں
بچوں اور بچیوں کے لئے
”اصولِ زندگی“
”حسانِ نبویؐ کے لفظی معنی“
— نعتیہ مجموعہ
”ملکوتی خوابوں کی سرزمین“ — سفر نامہ

*** فاضلہ پبلیکیشنز ***